



**THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES**

OFFICIAL REPORT

Thursday, the June 16, 2022
(318th Session)
Volume II, No.13
(Nos.01-17)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad

Volume II
No.13

SP.II (13)/2022
15

Contents

| | | |
|-----|---|----|
| 1. | Recitation from the Holy Quran | 3 |
| 2. | Leave of Absence | 4 |
| 3. | Point raised by Senator Dr. Shahzad Waseem, Leader of the Opposition regarding notification issued by Election Commission for election on the recently vacant seat in Senate due to the demise of late Senator Dr. Sikandar Mandhro..... | 4 |
| | ● Senator Saleem Mandviwalla..... | 5 |
| | ● Senator Bahramand Khan Tangi | 6 |
| | ● Senator Mushtaq Ahmed | 7 |
| | ● Senator Ejaz Ahmad Chaudhary..... | 8 |
| | ● Senator Danesh Kumar..... | 8 |
| | ● Senator Irfan-ul-Haque Siddiqui | 9 |
| | ● Senator Muhammad Azam Khan Swati | 9 |
| | ● Senator Syed Yousuf Raza Gillani..... | 10 |
| | ● Senator Dr. Shahzad Waseem, Leader of the Opposition | 11 |
| | ● Senator Rubina Khalid | 12 |
| 4. | Presentation of Special Report on behalf of the Chairman Standing Committee on Planning, Development and Special Initiatives regarding on-ground findings from the visit of the Committee to Gwadar | 14 |
| 5. | Presentation of Special Report on behalf of the Chairman Standing Committee on Aviation regarding National Aviation Policy, 2019 | 14 |
| 6. | Presentation of Report of the Standing Committee on Finance, Revenue and Economic Affairs regarding the State Bank of Pakistan (Amendment) Bill, 2021..... | 16 |
| 7. | Presentation of Report of the Standing Committee on Finance, Revenue and Economic Affairs regarding the rules and policies for postings from Pakistan at the World Bank, Asian Development Bank and other international or regional bodies..... | 16 |
| 8. | Presentation of Report of the Standing Committee on Finance, Revenue and Economic Affairs regarding the details of total volume of Pakistan's foreign and domestic debt | 17 |
| 9. | Presentation of Report of the Standing Committee on Finance, Revenue and Economic Affairs on maintenance of Politically Exposed Persons (PEPs) account for Parliamentarians by the State Bank of Pakistan | 18 |
| 10. | Presentation of Report of the Standing Committee on Finance, Revenue and Economic Affairs on the budgetary allocations to Public Sector Development Program (PSDP) of the Ministry of Finance for the financial year 2022-23 | 18 |
| 11. | Further Discussion on the Budget 2022-23 | 21 |
| | ● Senator Irfan-ul-Haque Siddiqui | 21 |
| | ● Senator Mushtaq Ahmed | 32 |

| | |
|--|----|
| • Senator Dost Muhammad Khan..... | 36 |
| • Senator Syed Shibli Faraz | 37 |
| • Senator Muhammad Tahir Bizinjo | 45 |
| • Senator Ejaz Ahmad Chaudhary..... | 46 |
| • Senator Maulana Atta ur Rehman | 55 |

SENATE OF PAKISTAN SENATE DEBATES

Thursday, the June 16, 2022

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at thirty minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Muhammad Sadiq Sanjrani) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فُلْ مُجْعِيْهَا أَلَّذِي أَشَاهَآ أَوَّلَ مَرَّةً وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيهِ^(٧٩) أَلَّذِي جَعَلَ تَكُُمْ مِنَ الْشَّجَرِ
الْأَخْضَرِ نَارًا إِذَا أَنْتُمْ مِنْهُ تُوقَدُونَ^(٨٠) أَوْ لَيْسَ أَلَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِقَدِيرٍ عَلَى أَنَّ
يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلَى وَهُوَ الْخَلَقُ الْعَلِيمُ^(٨١) إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا مَا أَنْ يَقُولَ لَهُ دُنْعٌ
فَيَكُونُ^(٨٢) فَسُلْطَنَ أَلَّذِي بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَجَرٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ^(٨٣)

ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمادیجیے کہ ان کو وہ زندہ کرے گا جس نے ان کو پہلی بار پیدا کیا تھا، اور سب قسم کی تخلیق کرنا جانتا ہے، (وہی) جس نے تمہارے لیے سبز درخت سے آگ کی پیدا کی پھر تم اس کی ٹھیکیوں کو رگڑ کر ان سے آگ نکالتے ہو۔ بھلا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ کیا وہ اس بات پر قادر نہیں کہ (ان کو پھر) ویسے ہی پیدا کر دے؟ کیوں نہیں، وہ تو بڑا پیدا کرنے والا (اور) علم والا ہے۔ اس کی شان یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا رادہ کرتا ہے تو اس سے فرمادیتا ہے کہ ہو جا، تو وہ ہو جاتی ہے۔ وہ (ذات) پاک ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہت ہے اور اسی کی طرف تم کو لوٹ کر جانا ہے۔

(سورہ یسین: آیات 79 تا 83)

Leave of Absence

جناب چیئرمین: جزاک اللہ۔ السلام علیکم۔ اب leave applications لے لیتے ہیں کیونکہ دو leave applications ہیں۔

سینیٹر نصیب اللہ بازی صاحب بعض نجی مصروفیات کی بنابر مورخہ 13 and 15 جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر ڈاکٹر آصف کرمانی صاحب نے نجی مصروفیات کی بنابر مورخہ 14 تا 23 جون ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: میں اگر motion move کروں۔ جی قائد حزب اختلاف صاحب۔ آپ قائد حزب اختلاف صاحب کی بات سنیں پھر ان کے بعد آپ کو floor دیتا ہوں۔ جی۔

Point raised by Senator Dr. Shahzad Waseem, Leader of the Opposition regarding notification issued by Election Commission for election on the recently vacant seat in Senate due to the demise of late Senator Dr. Sikandar Mandhro

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم (قائد حزب اختلاف): جناب! یہ بڑا تم issue ہے اور اس ایوان کا issue ہے، نہ یہ کسی کی ذات کا issue ہے۔ جناب! یہ issue ہے کہ اس ایوان کے ایک قابل احترام رکن سینیٹر ڈاکٹر سکندر میندھر و اقبال فرمائے گئے، پورے ایوان نے ان کی وفات پر افسوس کا بھی اظہار کیا اور اپنے جذبات کا بھی اظہار کیا۔ میری یہ اطلاع ہے اور میرے دوست بہتر بتا سکیں گے کیونکہ شاید ان کا ابھی تک burial notification ہو۔ جناب! آج سننے میں یہ آیا ہے کہ Election Commission of Pakistan election کا جاری کیا ہے، جناب! سیاست میں کچھ اخلاقیات ہوتی ہیں، سیاست میں کچھ مردود ہوتی ہے، سیاست میں کچھ روایات ہوتی ہیں۔ اتنی کیا جلدی ہے کہ ابھی ان کا جسد خاکی زمین

کے بھی سپرد نہیں ہوا اور ہم نے ان کی seat پر کارروائیاں شروع کر دی ہیں۔ جناب! جہاں تک میری معلومات ہیں، آپ پہلے notify کرتے ہیں اور پھر کارروائی ہوتی ہے۔
 جناب چیئرمین: ہم نے notify نہیں کیا۔ ان کی dead body سے America آنی ہے، وہ Monday کو یہاں سے چلنی ہے، وہاں پر procedure complete کریں گے پھر ان کو یہاں پر PIA سے لا کیں گے۔ آپ تشریف رکھیں کیونکہ قائد حزب اختلاف صاحب بات کر رہے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد و سیم: جب elections کرانے کی بات ہوتی ہے تو یہ تیار نہیں ہوتے ہیں اور ان کی جلدی کا یہ عالم ہے کہ ایک قابل احترام رکن کی رسومات پوری نہیں ہوئی ہیں اور انہوں نے ان کی seat کا اعلان جاری کر دیا، آج 16 تاریخ nomination کو ہے۔ میں اپنے پبلپلز پارٹی کے دوستوں سے پوچھتا ہوں کہ اپنے ساتھی کی رحلت کے بعد آج وہ nomination papers جمع کرائیں گے۔ کیا ان کا ضمیر اور اخلاق اجازت دیتا ہے۔ جناب! ہم یہاں پر سیاست کرتے رہیں گے اور سیاست کے ساتھ ساتھ اس ایوان اور ممبران کا احترام ہے، یہ across board ہے اور یہ ہم سب پر لازم ہے۔

جناب چیئرمین: بالکل ٹھیک ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد و سیم: میری اپنے اس ایوان کے ممبران سے گزارش ہے کہ اس کا notice لیں اور دو، تین دنوں میں کوئی قیامت نہیں آ جاتی۔ وہ seat پبلپلز پارٹی کو ہی ملنی ہے لیکن Election Commission کی بھی دو عملی اور دورنخی ہے کہ جب elections بات ہوتی ہے تو ان کی تیاری نہیں ہوتی اور دوسری طرف ان کی تیزی کا یہ عالم ہے کہ آنکھ بند ہوتے ہی یہ کارروائی شروع کر دیتے ہیں۔ آپ کا شکریہ۔

جناب چیئرمین: بہرہ مند صاحب بھی یہی بات کریں گے پھر اکٹھے جواب دے دیں۔ جی سینیٹر سلیم مانڈوی والا صاحب۔

Senator Saleem Mandviwalla

سینیٹر سلیم مانڈوی والا: جناب! Leader of the Opposition کیا ہے لیکن ان کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ یہ ہماری طرف سے کوئی move point raise نہیں

ہے کہ اس کا decision ہو جائے اور اگر Election Commission نے یہ decision میں بھی نہیں ہے کہ انہوں نے یہ knowledge لے لیا ہے اور یہ میرے decision میں آج ضرور Election Commission سے بات کروں گا اور I will definitely inform to the Leader of the Opposition کہ ایسا کیوں ہوا کیونکہ ہماری طرف سے کوئی request نہیں تھی اور کسی کی طرف سے کوئی request نہیں تھی۔

جناب چیئرمین: ہم نے ابھی notify بھی نہیں کیا۔

سینیٹر سلیم مانڈوی والا: ہاں، انہوں نے اپنی مرضی سے ایک decision لے لیا،

I think that there is no need for any blame game, we will resolve this issue.

جناب چیئرمین: سینیٹر بہرہ مند خان تنگی صاحب۔

Senator Bahramand Khan Tangi

سینیٹر بہرہ مند خان تنگی: جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ—Leader of the Opposition نے کھڑے ہو کر سینیٹر ڈاکٹر سکندر میندھرو صاحب کے بارے میں کہا، میں unfortunately, Leader of the Opposition کو appreciate کرتا ہوں لیکن Election Commission کو سیاسی بنا دیا کہ ایک طرف سے انکار کرتے ہیں۔ میں Leader of the Opposition صاحب سے request کرتا ہوں۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ چلیں اس بات کو نہ کہیں، بس ٹھیک ہے۔

سینیٹر بہرہ مند خان تنگی: ہم صرف اس case پر بات کریں۔ جناب! یہ نہ پاکستان پبلیک پارٹی کا فیصلہ ہے، نہ کسی اور کا ہے لیکن میں Election Commission پر بات کرنا چاہتا ہوں کہ “if the seat of the member is declared vacant, the Secretary will communicate that to the Chief Election Commissioner. اب Senate letter کو ان کو لکھا اور اس کو declare vacant کیا گیا ہے۔ ان کی ابھی لاش America میں ہے اور ان کی تدفین family کے ساتھ ہمدردی نہیں کی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ سینیٹر ڈاکٹر سکندر میندھرو صاحب کی

کاظہار یہ نہیں ہے کہ ہم ان کی تدبیف سے پہلے election schedule کا اعلان کریں۔ ہم ہمدردی بھی رکھتے ہیں، نہ یہ پیپلز پارٹی کا فیصلہ ہے اور ہم Election Commission سے درخواست کرتے ہیں کہ اس schedule کو stop کرے تاکہ ان کی عزت سے تدبیف کی جائے۔ اس کے بعد election بھی ہو گا اور ایک سینیٹر بھی آئے گاتا کہ وہ اپنے صوبے کی بھی نمائندگی کرے اور اپنے عوام کی بھی نمائندگی کرے لیکن یہ سیاسی بات نہیں ہے۔ آپ کا بہت بہت شکر یہ۔

جناب چیریمن: جی سینیٹر مشتاق احمد صاحب۔

Senator Mushtaq Ahmed

سینیٹر مشتاق احمد: جناب چیریمن! کل media میں یہ خبر چل رہی تھی، میں نے یہ خبر سنی اور پڑھی تو مجھے بہت افسوس ہوا کہ یہ بہت سُنگدلی ہے، ان کے لواحقین اور ہم سب ان کے پیمانہ گان ہیں، وہ ہمارے بھائی تھے، ہمارے بزرگ تھے اور اس ایوان کے رکن تھے، ہم رنجیدہ ہیں، ہم غم زده ہیں۔ ان کی dead body وطن میں نہیں لاٹی گئی، نہ ان کی تدبیف ہوئی ہے seat vacant out of the way Election Commission کر کے اس پر declare کا اعلان کر دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اپنے overstepping سے mandate ان کو باقاعدہ خط لکھیں گے اور بتائیں گے کہ یہ seat خالی ہو چکی Secretary Senate ہے۔ اس کے بعد انہوں نے اس پر election schedule دیتا ہے۔ میں اپنے اس ایوان کے تمام ممبران سے کہتا ہوں، چاہے وہ کسی بھی پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہر ادارہ، کبھی Election کو dictate Supreme Court Parliament establishment کرتا ہے، کبھی Commission، Parliament کو dictate Parliament کرتی ہے اور پارلیمنٹ کو سب سے کمزور سمجھا گیا ہے۔ پارلیمنٹ ایسی ہو گئی ہے کہ جیسے رضیہ غنڈوں میں گھری ہوئی ہو۔

جناب! میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس کو بالکل تسلیم نہیں کریں گے، یہ درست نہیں ہے۔ Election Commission کو یہ رو یہ نہیں اپنا ناچاہیے تھا، ہمارے ایک رکن پارلیمنٹ کے ساتھ یہ سُنگدلی ہے، پارلیمنٹ کے ساتھ ظلم ہے۔ ہمیں اس کی مذمت کرنی چاہیے اور ہمیں بتادینا

چاہیے کہ جب پارلیمنٹ کے اختیارات اور تو قیر کی بات آئے گی تو ہم سیاسی وابستگی سے بالاتر ہو کر پارلیمنٹ کی طاقت اور قوت کے لیے ایک ہوں گے۔

جناب چیئرمین: جی سینیٹر اعجاز چودھری صاحب۔

Senator Ejaz Ahmad Chaudhary

سینیٹر اعجاز احمد چودھری: شکریہ، جناب چیئرمین! ہم تو ایکشن کمیشن سے اپل نہیں کریں گے اس لیے کہ یہ ایکشن کمیشن اپیلوں سے مانے والا نہیں ہے اگر اپیلوں سے مانے والا ہوتا تو مذکور کے ساتھ بہرہ مند تنقیٰ صاحب نے کہا ہم اپل کریں گے، تو اب تک اس ملک کے اندر بہت سے ایسے فیصلے جو ہو جانے چاہیے تھے جس طرح کہ آج پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ جس کی تھوڑی بہت نمائندگی کرنے کا مجھے حق حاصل ہے وہاں پر تماشہ لگا ہوا ہے اور اس ایکشن کمیشن کی وجہ سے تماشہ لگا ہوا ہے کہ وہ پانچ reserved seats جس کے اوپر انہیں notify کرنا چاہیے تھا اور آج تک انہوں نے notify نہیں کیا اور وہاں پر جو کچھ ہو رہا ہے اس کی تمام تر ذمہ داری ایکشن کمیشن کی ہے۔ ہم شدید ترین الفاظ میں ایکشن کمیشن کی مذمت کرتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ چیئرمین سینیٹ کی جانب سے بھی حکم جاری کیا جائے، انہیں یہاں پر طلب کیا جائے کہ انہوں نے آپ کے اور آپ کے Secretary کے notification کے بغیر کیوں اپنی کارروائی کا آغاز کیا ہے۔ یہ قابل مذمت ہے اور ایک رکن پارلیمنٹ کا جواکرام ہے، اس کے دنیا سے چلے جانے کے بعد اس کے بارے میں خیال رکھا جانا چاہیے تھا جو کہ نہیں رکھا گیا ہے۔

جناب چیئرمین: جی دنیش کمار صاحب۔

Senator Danesh Kumar

سینیٹر دنیش کمار: جناب چیئرمین! میں اس بات سے بالکل متفق ہوں کہ ابھی تک ان کی تفہین ہی نہیں ہوئی ہے اور اس طرح سے یہ نہیں ہونا چاہیے تھا۔ جناب عالی! میں آپ کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کیونکہ جیسے ہی آج ایوان کی کارروائی شروع ہوئی تو یہ بات سامنے آنی چاہیے تھی کہ اردو زبان کے ایک بہت بڑے نقاد گوپی چند نارنگ جنہوں نے بہت سی کتابیں لکھیں، انڈیا میں بھی اور پاکستان میں بھی انہیں اعزازات سے نواز گیا، کل ان کا 91 برس کی عمر میں انتقال ہو گیا ہے۔ میں آپ کو بتاتا چلوں کہ ان کا تعلق بلوچستان سے تھا، وہ 1931 میں بلوچستان میں پیدا ہوئے اور

اردو ادب کے بہت بڑے لکھاری تھے۔ میں آپ کے توسط سے عرض کرتا ہوں، ہم انہیں خراج عقیدت بھی پیش کریں اور ان کی روح کی شانستی کے لیے اگر ایک منٹ کی خاموشی اختیار کی جائے۔

جناب چیئرمین: جی۔ براہ مہربانی، ایک منٹ کی خاموشی اختیار کریں۔

(اس موقع پر ایوان میں ایک منٹ کی خاموشی اختیار کی گئی)

جناب چیئرمین: جی۔ سینیٹر عرفان الحق صدیقی صاحب۔

Senator Irfan-ul-Haque Siddiqui

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: شکریہ، جناب چیئرمین! نیشنل کارنی ایک بہت بڑی شخصیت کے حوالے سے بات کی ہے۔ ہمارے ہاں ہم اپنے شاعروں، ادیبوں، لکھنے والوں، اپنے فنادوں اور اپنے محققین کو بہت کم جانتے ہیں، المذاگوپی چند نارنگ کے بارے میں بھی ہمارے بیشتر لوگوں کے پاس معلومات نہیں ہیں لیکن اردو ادب، اردو تقدیم اور اردو تحقیق کی جتنی خدمت گوپی چند نارنگ نے کی شاید پاکستان کے اندر بھی اتنی خدمت نہیں ہوئی۔ وہ 65-66 کتابوں کے مصنف تھے اور ان کتابوں میں سے تقریباً 45-46 کتب اردو میں تھیں۔ انہیں بھارت نے پدم بھوشن کا اعزاز دیا اور پاکستان نے بھی انہیں اعزازات سے نوازا۔ وہ جس طرح سے بھارت کے اندر ادبی اور شعری روایت کے امین تھے اور جانے پہچانے جاتے تھے، پاکستان کے اندر بھی ان کی بہت قدر و منزلت تھی اور وہ پاکستان تو اڑکے ساتھ آیا کرتے تھے۔ ہماری جو تمام مجالس ہوتی تھیں، conferences، تھیں ان میں وہ شرکت کیا کرتے تھے تو گوپی چند کارخست ہونا اردو ادب کا، اردو تحقیق کا ایک بڑا نقصان ہے۔ ہم دعا کر سکتے ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں سے نوازے اور انہوں نے جو اردو ادب کی خدمت کی ہے اس کا اجر دے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ سینیٹر محمد اعظم خان سواتی صاحب۔

Senator Muhammad Azam Khan Swati

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب چیئرمین! صدیقی صاحب نے جو بات کی ہے میں بھی ان کے ساتھ ہمدردی بھی اور تعزیت بھی کرتا ہوں۔ بادشاہ سے زیادہ بادشاہ کا غلام ایکشن کمیشن، میں سمجھتا ہوں کہ اس کی جس قدر بھی مذمت کی جائے وہ کم ہے، اس ایوان کا ایک decorum اور روایات ہیں۔ میرے دوسرے colleagues نے جو باتیں کی ہیں میں بالکل ان کی تائید کرتا ہوں، آپ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، آپ کے سکرٹری صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، اگر ایک

process کے مطابق notification نکالتا تو میرا خیال ہے کہ بادشاہ کا غلام، انہوں نے یہ دونی ملک کی غلامی تو تسلیم کر لی ہے لیکن اب انہیں ذلت اور رسوائی۔۔۔
 (مدخلت)

جناب چیئرمین: بہرہ مند تنگی صاحب، برائے مہربانی آپ تشریف رکھیں۔
 سینیٹر محمد عظم خان سواتی: میرے خیال میں ان کے لیے ذلت اور رسوائی کے علاوہ کوئی بھی مستقبل نہیں ہے اس لیے ایسے ایکشن کمیشن سے اپنی جان چھڑا کیں اور ان ساروں سے استغفاری مانگیں۔
 جناب چیئرمین: سینیٹر سید یوسف رضا گیلانی صاحب۔

Senator Syed Yousuf Raza Gillani

سینیٹر سید یوسف رضا گیلانی: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں گوپی چند نارگنگ صاحب کی death پر اظہار افسوس کرتا ہوں اور سینیٹ کی طرف سے بھی ان کے لاحقین کے لیے ایک letter اجناجا چاہیے کہ انہوں نے اردو ادب کی جو خدمت کی ہے، انہیں یہاں سے بھی اور انڈیا سے بھی awards placement ملے ہیں۔ ان کی struggle کی concern ہے، ہمیں ہمیں ہے۔

یہاں پر floor of the House میں درہ صاحب کی بات ہوئی اس پر کسی کو advantage لینے کی ضرورت نہیں ہے، وہ ہمارے ہی معزز رکن ہیں، آپ کو یاد ہو گا کہ ہم نے یہاں سے ایک unanimous resolution move کیا اور ان کی family کو بھیجا تو اگر کوئی concern ہے تو یہ نہیں کہ آپ اپنے اداروں کو criticize کرنا شروع کر دیں، آپ نے جو ظاہر کیا ہے اس بارے میں آپ ان کے دفتر سے رابطہ کر لیں اور انہیں بتا دیں کہ یہ چیز concern ہے۔ اس بارے میں play to the gallery اچھا نہیں ہے، کیونکہ judiciary ہو، ایسا Election Commission of Pakistan ہو یا یا ہے، کہ سازش طرف سے بھی روز پہنچات آتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ سازش نہیں تھی لیکن یہ کہتے ہیں کہ سازش تھی۔ بھائی اگر سازش تھی تو آپ کی agencies تھیں، A.T.H، B.C.T اور انہیں آپ کو بتانا چاہیے تھا اور شیخ رشید صاحب کے تو پہنچات آچکے ہیں کہ ہمیں تو بہت پہلے جولائی میں پتا چل گیا تھا کہ سازش ہو رہی ہے تو پھر آپ نے کیا بندوبست کیا۔ پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ عدم اعتماد کامیاب

ہوا۔ ہمیں بھی اطلاع ملی کہ بے نظیر بھٹو صاحب کے خلاف عدم اعتماد آرہا ہے، ہم نے اس کا تحفظ کیا اور عدم اعتماد defeat ہو گیا تو اس لیے آپ کو بھی یہ کرنا چاہیے تھا، اگر آپ کو ملی تھی information

then who was running the government? You were running the government, you should know it.

جناب چیئرمین: جناب یہ ایک نئی debate کھل جائے گی۔

سینیٹر سید یوسف رضا گیلانی: نہیں جناب، نئی debate نہیں۔ Leader of the Opposition! یہ بات میں نے اس لیے کی ہے کہ آج بھی میں نے تمام اخبارات میں اور پورے میڈیا میں دیکھا ہے کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ سازش نہیں تھی، یہ کہہ رہے ہیں کہ تھی، then اگر انہوں نے کہا ہے کہ آپ کی حکومت تھی، آپ اس کے لیے who will decide? کروادیتے، اگر اب بھی استیبلشمنٹ کو کوئی اعتراض نہیں ہے کہ اب بھی ان کی investigation ہو جائے مگر صرف یہ نہیں کہ آپ criticism اس لیے کریں کہ you are not in the government, یہ مناسب نہیں ہے۔ میں نے کل بھی یہ کہا تھا کہ مجھے جzel مشرف نے جیل میں ڈالا، but I am not bitter اور اسی طرح سے جو چیف جسٹس آف پاکستان تھے انہوں نے مجھے disqualify کیا، آپ یہ دیکھیں یہاں ایکشن بھی ہوا، میں نے کبھی آپ کے احترام میں کوئی کمی کی، you are a witness، میں نے آج تک کبھی کوئی بات نہیں کی۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم institutions کو protect کریں، اداروں کی عزت کریں اور آئین کی پاسداری کریں۔ بہت شکریہ۔

Mr. Chairman: Yes, Leader of the Opposition.

Senator Dr. Shahzad Waseem, Leader of the Opposition

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد و سیم: جناب چیئرمین! آج یہاں پر good faith میں ایک بات ہوئی مگر مجھے بڑا افسوس ہے کہ یہ بات کو دوسرے نئی پر لے گئے ہیں مگر اس کا جواب بڑا ضروری ہے۔ یہ سازش اور مداخلت کی بات کرتے ہیں، ان سے اور ان کی جماعت سے زیادہ کون جانتا ہے کہ پاکستان کی history میں ایک مرتبہ پہلے بھی ان کی جماعت نے اکثریت کو اقلیت میں بدلتے کی کوشش کی تو اس کا خمیازہ پاکستان نے کتنے برے طریقے سے بھگتا اور 1971 کا سانحہ ہوا، ملک دوخت ہو گیا۔

جناب ان مسائل کو آپ under the carpet نہیں کر سکتے اور میں پوچھتا ہوں کہ کیا ضرورت ہے کہ پھر آپ ہر روز آکر صفائیاں پیش کرتے ہیں کہ نہیں یہ سازش اور مداخلت نہیں ہے۔ جناب چیئرمین! ان بالتوں کو چھوڑیں۔ اس بجٹ کو آج ہم discuss کر رہے ہیں۔ یہ بجٹ خود اس مداخلت اور سازش پر مہر لگاتا ہے جس کے تحت یہ حکومت آئی ہے۔ یہ بجٹ بھی انہی کے اشاروں پر بن رہا ہے جن کے اشارے پر یہ آئے ہیں۔ یہ بجٹ ان کے ہاتھ سے نہیں لکھا ہوا یہ IMF کی غلامی ہے اور یہ عالمی سامراج کی غلامی ہے۔ انہوں نے صرف ایک deal کی ہے۔ انہوں نے اپنے معاف کروائے ہیں۔ جس دن سے ان کے cases معاف ہوئے ہیں۔ جس دن سے نیب کا ادارہ ختم ہوا ہے۔ جس دن سے کرپشن کے issue پر مٹی ڈالی ہے اس دن سے ان کی زبان شیریں ہے۔ ان کو ادارے بھی اچھے لگ رہے ہیں۔ ان کو Establishment بھی اچھی لگ رہی ہے۔ ان کو ایکشن کمیشن بھی اچھا لگ رہا ہے۔ سب کچھ ہر اہر انظر آ رہا ہے۔ عوام سے پوچھیں جو اس وقت رو رہی ہے۔ پوچھیں ان عوام سے جن کا جیناد و بھر ہے۔ ان کی کرپشن کا حساب آج پاکستانی عوام بھگت رہے ہیں۔ یہ سازش اور مداخلت کا سبق ہمیں نہ سکھائیں۔ ابھی بھی وقت ہے کہ course correction کریں۔ ابھی بھی وقت ہے کہ آپ زور زردستی سے اکثریت کو اقلیت میں مت بد لیں۔ ابھی بھی وقت ہے کہ ایکشن کروائیں اور پاکستان کے عوام کو یہ موقع دیں کہ وہ بتائیں کہ کیا اکثریت ہے اور کیا اقلیت ہے۔

جناب چیئرمین: بہت مہربانی۔ سینیٹر روینہ خالد صاحبہ۔

Senator Rubina Khalid

سینیٹر روینہ خالد: بہت شکریہ، جناب چیئرمین! پہلے تو God bless the departed soul. جب علم اور ادب کی دنیا سے کوئی رخصت ہوتا ہے تو نقصان پوری دنیا کا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کی جو اس دنیا سے چلے جاتے ہیں بخشنش کرے۔ جناب چیئرمین! بہت حیرانی ہوئی جب میں نے یہاں آ کر باتیں سنیں۔ جناب چیئرمین! موت ہمیشہ حق ہے۔ ہم سب نے چاہے ادھر بیٹھے ہوئے ہیں یا ادھر بیٹھے ہوئے ہیں چار سال بعد، پانچ سال بعد یا بیس سال بعد ہم سب نے اسی راہ پر جانا ہے۔ کوئی یہاں پر نہیں آیا۔ یہ دنیا اس کی permanent residence نہیں ہوگی۔ جناب چیئرمین! یہ ہم بھول جاتے ہیں۔ اس بھول میں ہم پھر یہاں ایسی

ایسی باتیں کرتے ہیں۔ مجھے یہاں پر دس سال ہو گئے ہیں۔ یہ میری term² ہے لیکن جو تماشہ ہم پچھلے ایک ٹیڑھ سال سے دیکھ رہے ہیں وہ میں نے کم از کم پارلیمانی تاریخ میں نہیں دیکھا ہے۔ جناب چیئرمین! یہ بہت افسوس ناک ہے۔ ہم یہاں پر آ کر ایسی باتیں اور حرکتیں کیوں کرتے ہیں، دنیا ہماری طرف دیکھ رہی ہے ہم نے اپنے آپ کو laughing stock کیا ہے۔ یہاں ہم کھڑے ہوتے ہیں تو صرف یہی بات کرتے ہیں کہ میرالیڈر، میرالیڈر اور میرالیڈر، ٹھیک ہے ہمارے لیے سب کے لیڈر قابل احترام ہیں لیکن ہم ادھر عوام کے بھی نمائندے ہیں۔ آپ نے یہاں عوام کی نمائندگی کرنی ہے۔ یہاں پر آپ political point scoring کے لیے نہیں آئے ہیں۔ ایکشن کمیشن کی طرف سے اگر کوئی بات ہوئی بھی ہے تو بڑے سلیقے سے بھی بات کی جاسکتی ہے اور ہو گئی تھی۔ میندھرو صاحب ہمارے لیے قابل عزت ہیں۔ وہ ایک بہت عظیم سیاست دان تھے۔ اتنی چھوٹی سی بات کو لے کر پھر اس پر لمبی لمبی تقریریں کرنا اور اپنی اپنی political point scoring کرنا۔ آپ لوگوں کو یہ خیال نہیں ہے کہ آپ سب پر بھی یہ دن آتا ہے اور اس پر کھڑے ہو کر آپ اپنے سیاسی ایجنسی آگے لے کر چلیں۔ جناب چیئرمین! میری آپ سے، ہاؤس سے request ہے کہ ہر موقع Leader of the Opposition کا نہیں ہوتا۔ مہربانی کر کے اس ہاؤس کا decorum برقرار رہنے دیں۔ اس ہاؤس کا طریقہ کار رہنے دیں۔ یہاں پر کھڑے ہو کر کبھی کیا اور کبھی کیا کہا جاتا ہے۔ جناب چیئرمین! یہ میرے لیے ناقابل برداشت ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: سکرٹری صاحب! آپ ایکشن کمیشن کو لکھ دیں۔ House کی sentiments ہم اس کو فی الحال postpone کریں۔ جب ہم اس کو notify کریں اس کے بعد کریں۔

Order No.2 stands in the name of Senator Atta-ur-Rehman, Chairman, Standing Committee on Planning, Development and Special Initiatives. Yes, Saleem Mandviwalla Sahib, please move Order No.2.

**Presentation of Special Report on behalf of the
Chairman Standing Committee on Planning,
Development and Special Initiatives regarding on-
ground findings from the visit of the Committee to
Gwadar**

Senator Saleem Mandviwalla: I, Senator Saleem Mandviwalla on behalf of Senator Atta-ur-Rehman, Chairman, Standing Committee on Planning, Development and Special Initiatives, present a special report of the Committee regarding the on-ground findings from the visit of the Committee to Gwadar.

Mr. Chairman: Report stands laid.

سینیٹر سلیم مانڈوی والا: جناب چیئرمین! ہماری پلانگ کمیٹی گوادر گئی تھی۔ اس میں ہم نے کافی findings کی تھیں۔ گوادر میں especially issues کا پانی issue کا پانی کا تھا۔ گوادر میں دوسرے issues کے identify کیے تھے۔ وہاں بلوچستان کا پلانگ کمیشن بھی آیا ہوا تھا۔ چیف سکرٹری بھی آئے ہوئے تھے۔ تو یہ رپورٹ میں چاہتا ہوں کہ ہاؤس adopt کرے تاکہ حکومت اس پر جو required actions ہیں، جو ہم نے وہاں پر notice کیے ہیں اور ان کو identify کیے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ حکومت ان پر action لے۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Order No. 3, Senator Hidayat Ullah, Chairman, Standing Committee on Aviation, on his behalf Senator Saleem Mandviwalla Sahib.

**Presentation of Special Report on behalf of the
Chairman Standing Committee on Aviation regarding
National Aviation Policy, 2019**

Senator Saleem Mandviwalla: I, Senator Saleem Mandviwalla on behalf of Senator Hidayat Ullah, Chairman, Standing Committee on Aviation, present a special report of the Committee regarding amendments

in the Civil Aviation Rules, 1994 and National Aviation Policy, 2019.

Mr. Chairman: Report stands laid and adopted.

سینیٹر سلیم مانڈوی والا: جناب چیئرمین! اس پر ایک بات میں کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: اس کمیٹی کے چیئرمین آپ نہیں ہیں۔ وہ اس کمیٹی کے چیئرمین کریں گے۔

سینیٹر سلیم مانڈوی والا: ٹھیک ہے۔ میں جانتا ہوں لیکن میں نے اس کمیٹی میں اس رپورٹ پر کام کیا ہے۔

جناب چیئرمین: جی بتائیں۔

سینیٹر سلیم مانڈوی والا: میں ہاؤس کو تھوڑا سا اس پر brief کرنا چاہتا ہوں۔ This task was given by the previous Government to the Committee Civil Aviation Rules, 1994 and National Aviation Policy, 2019. میرے ساتھ سینیٹر عون عباس اور سینیٹر افان اللہ خان کی ایک سب کمیٹی بنائی گئی۔ And this is the first time knowledge میری کے مطابق شاید دوسرے نمبر ہوں گے first time a report of such kind has ever been made by the Senate of Pakistan to provide advice to the Government on how to make a policy. I feel proud being in this House and being part of the Aviation Committee that we were able to make such a report and if this report is adopted. I think, the Aviation Industry will improve. تھوڑا میں آپ کو improve کے بارے میں بتا دوں۔ بڑی Pakistan in the region is rated the best. interesting figures اس کی worst in the Aviation even Nepal is better than us. وجوہات یہی ہیں کہ ہماری جو پالیسیاں ہیں اور ہمارے جو Rules ہیں وہ اتنے orthodox ہیں اور دیانوسی ہیں کہ اس کی وجہ سے ہماری Aviation industry grow نہیں کر رہی ہے۔ These were the things that we have taken up in the Committee and I hope the Government takes up our report and Aviation Industry improves. Thank you.

جناب چیئرمین: سلیم صاحب اس کی adoption کے لیے چیئرمین پر move کرے گا۔ آج رپورٹ lay کر دیتے ہیں۔

Order No. 4, Senator Saleem Mandviwalla, Chairman, Standing Committee on Finance, Revenue and Economic Affairs, please move Order No. 4.

Presentation of Report of the Standing Committee on Finance, Revenue and Economic Affairs regarding the State Bank of Pakistan (Amendment) Bill, 2021

Senator Saleem Mandviwalla: I, Senator Saleem Mandviwalla, Chairman, Standing Committee on Finance, Revenue and Economic Affairs, present report of the Committee on the Bill further to amend the State Bank of Pakistan Act, 1956 [The State Bank of Pakistan (Amendment) Bill, 2021], introduced by Senator Mohsin Aziz, on 15th November, 2021.

Mr. Chairman: Report stands laid. Order No. 5, Senator Saleem Mandviwalla, Chairman, Standing Committee on Finance, Revenue and Economic Affairs, please move Order No. 5.

Presentation of Report of the Standing Committee on Finance, Revenue and Economic Affairs regarding the rules and policies for postings from Pakistan at the World Bank, Asian Development Bank and other international or regional bodies

Senator Saleem Mandviwalla: I, Senator Saleem Mandviwalla, Chairman, Standing Committee on Finance, Revenue and Economic Affairs, present report of the Committee on the subject matter of Starred Question No. 39-D, asked by Senator Walid Iqbal on 1st October, 2021, regarding the rules and policies for postings, number of the position of Executive Directors, Directors

and Representatives from Pakistan at the World Bank, Asian Development Bank, Asian Infrastructure Investment Bank, Economic Organization, World Trade Organizations and any international or regional bodies.

Mr. Chairman: Report stands laid. Order No. 6, Senator Saleem Mandviwalla, Chairman, Standing Committee on Finance, Revenue and Economic Affairs, please move Order No. 6.

Presentation of Report of the Standing Committee on Finance, Revenue and Economic Affairs regarding the details of total volume of Pakistan's foreign and domestic debt

Senator Saleem Mandviwalla: I, Senator Saleem Mandviwalla, Chairman, Standing Committee on Finance, Revenue and Economic Affairs, present report of the Committee on the subject matter of Starred Question No. 80 asked by Senator Mushtaq Ahmed, on 12th November, 2021, regarding details of total volume of Pakistan's foreign and domestic debt separately till September, 2021, indicating also the annual increase in the said debt from 2018 till September, 2021, with year-wise break-up.

Mr. Chairman: Report stands laid. Order No.7 stands in the name of Senator Saleem Mandviwalla. He may please move the Order.

**Presentation of Report of the Standing Committee on
Finance, Revenue and Economic Affairs on
maintenance of Politically Exposed Persons (PEPs)
account for Parliamentarians by the State Bank of
Pakistan**

Senator Saleem Mandviwalla: I, Chairman, Standing Committee on Finance, Revenue and Economic Affairs, hereby present report of the Committee on a point of public importance raised by Senator Danesh Kumar on 22nd December, 2021, regarding maintenance of Politically Exposed Persons (PEPs) account for Parliamentarians by the State Bank of Pakistan.

Mr. Chairman: Report stands laid. Order No.8 stands in the name of Senator Saleem Mandviwalla He may please move the Order.

**Presentation of Report of the Standing Committee on
Finance, Revenue and Economic Affairs on the
budgetary allocations to Public Sector Development
Program (PSDP) of the Ministry of Finance for the
financial year 2022-23**

Senator Saleem Mandviwalla: I, Chairman, Standing Committee on Finance, Revenue and Economic Affairs, hereby present report of the Committee on the budgetary allocations to Public Sector Development Program (PSDP) of the Ministry of Finance for the financial year 2022-23 in terms of sub-rule (7) of Rule 166 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012.

Mr. Chairman: Report stands laid. Senator Danesh, would you like to speak?

سینیئر دنیش کمار: جناب عالی! جو Politically Exposed Persons کے حوالے سے ہم نے میٹنگ کی تھی، جہاں پر بینک والوں کی جانب سے بہت زیادتیاں ہوئی تھیں، اس سلسلے میں ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی ہے، بس اس طرح سے صرف ایک رپورٹ آگئی ہے۔ یہ بالکل ٹھیک بات نہیں ہے اور میں اس سے مطمئن نہیں ہوں۔ میں اس کا mover تھا، میں نے اس کا ذکر بھی کیا تھا، مجھے کہا گیا کہ جب تک آپ مطمئن نہیں ہوں گے، ہم اسے wind up نہیں کریں گے۔ اب پتا نہیں کیا ہوا ہے؟

جناب چیئرمین: آپ پھر Finance Committee میں اس کو take up کر لیں۔ میں نے کہہ دیا ہے۔

سینیئر دنیش کمار: ٹھیک ہے، شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی مشتاق صاحب۔

سینیئر مشتاق احمد: کل جو پروول اور ڈیزیل کی قیتوں میں اضافہ ہوا ہے، میں اس پر بات کرنا چاہ رہا ہوں۔ جناب! آپ مجھے دو منٹ اس معاملے پر بات کرنے دیں۔

جناب چیئرمین: جناب! ایک سینکڑ، پہلے میں اگر ایک motion لے لوں۔

Order No.9 is regarding further consideration of the following motion moved by Mr. Miftah Ismail, Minister for Finance and Revenue, on 10th June, 2022:-

“That the Senate may make recommendations to the National Assembly on the Finance Bill, 2022, containing the Annual Budget Statement, as required under Article 73 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.”

ابھی عرفان صدیقی صاحب نے اس پر بات کرنی ہے۔

(اس موقع پر اپوزیشن کے اراکین اپنی نشستوں پر کھڑے ہو گئے اور احتجاج شروع کر دیا)

جناب چیئرمین: جناب! بجٹ پر آپ نے بھی کل بجٹ کی ہے، اس پر آپ نے start کیا ہے۔ بات یہ ہے کہ آپ بجٹ کی اپنی تقاریر کے دوران اس پر بات کر لیں۔

(اس موقع پر اپوزیشن ارکین گزشہ رات پڑوں کی قیتوں میں کیے جانے والے اضافے کے خلاف احتجاج کرتے رہے)

جناب چیئرمین: جناب! میری گزارش یہ ہے کہ اگر آپ لوگ مہربانی کریں، اپنی turn پر اس پر بات کر لیں۔ جی قائد حزب اختلاف۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد و سیم: جناب! مجھے یہ بتائیں کہ وزیر خزانہ کدھر ہیں؟ مجھے یہ بتائیں کہ کہاں ہیں ان کے دوسرا وزیر؟ کہاں پر سوئے ہیں، کس بل میں چھپے ہوئے ہیں؟ آئیں، عوام کا سامنا کریں۔ آئیں، پارلیمنٹ کا سامنا کریں۔ رات کو چوری چھپے عوام کی جیبوں پر ڈال کے مارتے ہیں اور صحیح پارلیمنٹ میں بیٹھنا گوارا نہیں کرتے۔ سب سے پہلے انہیں summon کیا جائے۔ جب تک یہ ہاؤس میں نہیں آئیں گے، یہاں بجٹ پر بات نہیں ہوگی۔ ان کو یہاں summon کریں۔ ان کو بلوں سے نکالیں۔

جناب چیئرمین: منظر صاحب ادھر ہی ہیں، وہ آپ کے colleague ہیں۔
سینیٹر ڈاکٹر شہزاد و سیم: یہ اضافے ہمیں نامظور ہے۔ یہاں وزیر خزانہ کو بلا کیں، IMF کے نمائندے کو بلا کیں، بلا کیں غلام کو یہاں پر۔

جناب چیئرمین: جناب! بجٹ پر بحث کریں، اس دوران یہ issue بھی اٹھائیں۔
سینیٹر ڈاکٹر شہزاد و سیم: جب تک وزیر خزانہ یہاں نہیں آتے، بحث نہیں ہوگی۔ ہم دیواروں سے باتیں نہیں کریں گے۔

جناب چیئرمین: منظر صاحب آگئے ہیں۔
سینیٹر ڈاکٹر شہزاد و سیم: وزیر خزانہ کو بلا کیں۔
جناب چیئرمین: وزیر خزانہ صاحب آجائیں گی۔
سینیٹر ڈاکٹر شہزاد و سیم: آج وزیر خزانہ proxy بنا ہوا ہے عالمی سامراج اور IMF کا۔ رات کو اسے SMS آتا ہے، صحیح نہیں ہونے دیتا، آدمی رات کوئی۔ وہی پر بیٹھتا ہے اور عوام کی جیب کتر کر چلا جاتا ہے۔ یہ کون سا ملک چل رہا ہے؟ اس ملک کو آپ نے کہاں پہنچا دیا ہے؟ آج پڑوں پر بات ہو گی۔

جناب چیئرمین: ابھی بجٹ پر بحث کرتے ہیں۔ آپ کی جب turn آئے تو آپ لوگ اس پر بات کریں۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد سیم: جناب! وزیر خزانہ کو یہاں پر بلائیں۔

جناب چیئرمین: جناب! منظر صاحبہ آجائیں گی، کوئی مسئلہ نہیں ہے، تھوڑا سا صبر کر لیں۔ میں نے بلا لیا ہے، وہ آجائیں گی۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد سیم: وزیر خزانہ پارلیمنٹ اور عوام کا سامنا کریں۔

جناب چیئرمین: جناب! میری گزارش ہے کہ آپ لوگ بجٹ پر بات کریں، یہ بھی بجٹ کا حصہ ہے، اس پر آپ speech کریں۔ جب بجٹ تقاریر ہوں تو اس معاملے پر بھی آپ بات کریں۔ (اس موقع پر اپوزیشن اراکین احتجاج کرتے اور نعرے لگاتے رہے)

جناب چیئرمین: جناب! براہ مہربانی! اس طرح نہ کریں۔ ہاؤس کو چلنے دیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ آپ لوگ اپنی turn پر بات کریں۔ وزارت خزانہ کے لوگ بیٹھے ہیں، منظر صاحب بیٹھے ہیں، سب آپ کی بات کو نوٹ کر رہے ہیں۔ آپ اپنی turn پر اس پر بات کر لیں۔ میں نے منظر صاحبہ کو بلا لیا ہے، وہ آرہی ہیں۔ تشریف رکھیں۔ ان کو بلا لیا ہے اور وہ آرہی ہیں، آپ دو منٹ تو دیں کہ وہ پہنچ جائیں۔ وہ آرہی ہیں جب تک ہم بجٹ پر speeches start کرتے ہیں۔ مہربانی جناب۔ محترم سینیٹر عرفان صدیقی صاحب۔ پہلے عرفان صدیقی صاحب کو سئیں، ہو سکتا ہے وہ اچھی باتیں ہی کریں۔

(اس موقع پر اپوزیشن اراکین ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

Further Discussion on the Budget 2022-23

Senator Irfan-ul-Haque Siddiqui

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ شکریہ، جناب چیئرمین! آپ نے مجھے گزارشات کا موقع دیا۔ میں پچھلے دو، تین دنوں سے دیکھ رہا تھا کہ ہمارا ماحول بہت اچھا تھا، ہم نے دونوں اطراف کی تقاریر سئیں۔ اپوزیشن کی تقاریر بھی سنی گئیں، ہماری بھی سنی گئیں، کاش یہ ماحول برقرار رہتا جو سینیٹ کے شایان شان ہے لیکن میرے دوستوں کو کاموں کی اُس فصل پر اعتراض ہے جو اب جوان ہو گئی، جوانوں نے بوئی تھی اور جو ہمیں کامن پڑ رہی ہے۔ وہ بھول گئے ہیں کہ آج پیٹروں کے جو بم گر رہے ہیں۔۔۔

جناب چیئر مین: دنیش کمار اور بہرہ مند تنگی آپ جائیں اور اپوزیشن کو منا کرو اپس لائیں۔
آپ چلے جائیں وہ آپ ہی کی سنتے ہیں، انھیں پتا ہے کہ آپ حق کی بات کرتے ہیں، جائیں۔ جی
عرفان صاحب۔

(اس موقع پر اپوزیشن اراکین ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

سینئر عرفان الحق صدیقی: جناب چیئر مین! میں اپنے دوستوں کو خوش آمدید کہتا ہوں اور
تو قع کرتا ہوں کہ جس تحمل کے ساتھ، جس برداشت کے ساتھ اور جس وسعتِ قلبی کے ساتھ ان
کی گفتگو، ان کی باتیں سنی گئیں، ان کی تقاریر سنی گئیں، ان کے تلح و شیریں جملے سنے گئے، اسی فراخ
قلبی کے ساتھ وہ بھی سنیں گے۔ جناب والا! اگر تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو ہماری کمپرسی و بے چارگی کا
جو عالم ہے، اور آج ہم جس کیفیت سے دوچار ہیں، جس کے طفے اپوزیشن ہمیں دیتی ہے اور ہم
اپوزیشن کو دیتے ہیں۔ ہم ایک دوسرے کا گریبان کپڑتے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ اس کی ذمہ داری ان
پر عائد ہوتی ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہم پر عائد ہوتی ہے، شاید دونوں درست ہوں یا شاید دونوں غلط
ہوں لیکن ہمیں اپنی تاریخ پر ایک نظر ضرور ڈالنی چاہیے۔ ہم دو، تین مہینوں بعد diamond
jubilee منانے جا رہے ہیں اور ہمیں 75 years ہو چکے ہیں۔ قوموں اور ملکوں کی تاریخ میں
بیکھتر سال بہت عمر ہوتی ہے۔ ہمارے آس پاس جو مالک آزاد ہوئے یا جنہوں نے ایک نظم قائم کیا،
ان میں بھارت، چین اور پھر آج سے تقریباً چھپاس سال پہلے ہمارے بطن سے ایک ملک پھونا جس کا
نام بغلہ دلیش ہے، اگر ان تینوں ممالک پر نظر ڈالیں اور پھر ہم اپنے گریبان میں جھانکنے کی کوشش
کریں، یہ گریبان ان کا بھی ہے اور یہ گریبان میرا بھی ہے، میں کسی سیاسی آلاتش اور سیاسی تقسیم سے
اوپر اٹھ کر بات کر رہا ہوں۔ ان بیکھتر سالوں کی جو تاریخ ہے، شاید ہمارا قصور زیادہ ہو اور ان کا تصور کم
ہو لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہم آج تک صرط مستقیم پر نہیں آپاۓ۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ آج کی جو بھی
خرابیاں ہیں، پیڑوں آج مہنگا ہو گیا، مہنگائی آسمان کو چھوڑ رہی ہے، اس کی ذمہ داری جانے والوں پر عائد
ہوتی ہے، جانے والے یہ سمجھتے ہیں کہ وہ تو دودھ اور شہد کی نہیں چھوڑ کر گئے تھے جو ہمارے آتے ہی
خشک ہو گئیں اور معاملات دگر گوں ہو گئے۔ ایسا نہیں ہے، بیکھتر بر سوں کے دوران ہماری تاریخ بہت
ہی ناروا واقعات سے بھری پڑی ہے، ہمیں وہ سبب ڈھونڈنا پڑے گا، ہماری بے چارگی کا وہ سبب کیا
ہے؟ کیا سبب ہے کہ چین ہم سے دو سال بعد اپنا سفر شروع کرتا ہے اور آج اس کے زر مبالغہ کے

ذخیر dollar 3300 billion ہیں، کیا وجہ ہے کہ بھارت ہمارے ساتھ سفر شروع کرتا ہے اور آج اس کے ذخیر دنیا میں چوتھے نمبر پر ہیں، وہ 601 billion dollar پر پہنچا ہوا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ ہمارے بطن سے الگ ہوا حصہ بغلہ دلیش آج جس کے ذخیر dollar 45 billion ہیں اور کیا وجہ ہے کہ اسلامی دنیا کی واحد atomic power ہونے کا دعویٰ کرنے والی مملکت کے زر مبادلہ کے ذخیر dollar 9,8 ہیں؟ اس کی ذمہ داری میں ان پر بھی عائد نہیں کرتا اور وہ مجھ پر بھی ذمہ داری عائد نہ کریں۔ یہ تاریخ کا وہ جبر ہے اور تاریخ کی کانٹوں بھری وہ فصل ہے جو ہم بوتے رہے۔

جناب والا! اس مرض کا نام کیا ہے جس نے ہمیں اس حد تک پہنچا دیا ہے، اس مرض کا نام سیاسی انتشار اور سیاسی عدم استحکام ہے۔ ہم نے اس ملک کو سیاسی استحکام کے حوالے ہونے ہی نہیں دیا، سیاسی استحکام پیدا ہی نہیں ہونے دیا اور جب سیاسی استحکام کے ذرا سے بھی آثار پیدا ہوئے تو ہم نے سیڑھی کھینچ لی اور پھر سے ایک زلزلہ، پھر سے ایک کہرام، پھر سے ایک نیا سفر شروع ہوا۔ جناب والا! ہم نے پچھتر سالوں میں کیا کیا نہیں کیا، ہم نے تمام تجربے کر ڈالے، ہم نے بتیں سال کو رد اشت کیا اور یہ سوچا کہ سیاستدان نااہل ہیں، سیاستدان نالائق ہیں، سیاستدان بُرے ہیں، سیاستدان بد دیانت ہیں، سیاستدان رشو تیں لیتے ہیں، یہ ملک چلانے کی امہلت نہیں رکھتے لہذا law آنا چاہیے۔ martial law آئے، چاروں کے چاروں نے کم و بیش ایک ایک عشرہ گزارہ اور بتیں سال گزار کر چلے گئے۔ ملک پہلے سے زیادہ نیچے چلا گیا۔ ہم نے جمہور تیں دیکھیں، ہم نے عسکری چھتری کے تل چلتی جمہور تیں دیکھیں، ہم نے نیم جمہور تیں دیکھیں، ہم نے آمریتیں دیکھیں اور ہم نے technocrats دیکھیے، ہم نے کیا کیا تجربے نہیں کیے؟ پاکستان ایک تجربہ گاہ ہے، ایک laboratory ہے جس میں ہم آئے روز ایک نیا model تخلیق کرتے ہیں، ایک نیا رو بُوت بناتے ہیں، اسے چلاتے ہیں، جیسے فارسی میں کہتے ہیں کہ تراشیدم، پرسنیدم، شکستم۔ میں ایک بُوت بناتا ہوں، مجھے کچھ عرصے کے لیے وہ بُوت بہت اچھا لگتا ہے، اسے پوچتا ہوں اور پھر میں اس بُوت کو توڑ دیتا ہوں۔ جناب والا! یہ ہماری تاریخ ہے، بُوت تراشنا، بُوت پوچنے اور بُوت توڑنے کی اس تاریخ نے ہمیں اس انعام پر پہنچایا ہے۔ پیغمروں ان کی کارستانی نہیں، پیغمروں میری کارستانی نہیں، پیغمروں اس عدم استحکام کی کارستانی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ

دنیا کے ممالک آگے بڑھتے چلے جا رہے ہیں اور ہم پیچھے لڑھکتے جا رہے ہیں، ہم کیا قوم ہیں؟ جب ایک گداگر شام کو اپنے گھر جاتا ہے تو اس کے بھوکے پیاسے بچے اور اس کی بیوی اس کے پاس بیٹھتے ہیں، وہ انہیں بتاتا ہے کہ آج بہت اچھا ہوا کہ میں پانچ سور و پے لے کر آیا ہوں۔ جب کوئی ملک ہمیں قرض دیتا ہے تو ہمیں اسی گداگر جیسی ہی خوشی ہوتی ہے۔ ہم ڈھنڈو راپیٹتے ہیں، کہاں ہے وہ خودی، کہاں ہے وہ خودداری، کہاں ہے وہ آزادی جس کا ہم نام لیتے ہیں؟ علامہ نے کہا تھا کہ کوئی صدقہ مانگتا ہے یا خیرات مانگتا ہے، سب گداگر ہوتے ہیں، کوئی مانے یا نہ مانے 'میر و سلطان سب گدا'، ہم گداگر بن چکے ہیں، کوئی مانے یا نہ مانے۔ ہمیں جہاں سے زیادہ گدا ملتی ہے، جہاں سے زیادہ خیرات ملتی ہے، جہاں سے زیادہ مدد ملتی ہے، جہاں سے زیادہ رُکوٹ ملتی ہے، جہاں سے زیادہ عشر ملتا ہے، ہم اس کے مداح ہو جاتے ہیں، اس کے قصیدے پڑھتے رہتے ہیں، آگے چلتے رہتے ہیں اور پھر کسی نئے صاحبِ خیر کے دروازے پر دستک دیتے ہیں۔ یہ ہے ہماری تاریخ اور اس تاریخ پر چلتے چلتے ایک نیا نظریہ تخلیق ہوا، ایک نیا سیاسی تصور جاگا، ایک نئے سیاسی نظریے نے انگرائی لی، مشاہد صاحب وہ سیاسی نظریہ یہ تھا کہ پاکستان میں دو بڑی جماعتیں حکمرانی کر رہی ہیں، کبھی یہ آجائی ہے اور کبھی وہ آجائی ہے، چاہے یہ برطانیہ میں سینکڑوں سالوں سے ہو رہا ہو کہ دو جماعتی حکومتیں، وہ تو ٹھیک ہے، امریکہ میں یہ ہوتا رہے تو ٹھیک ہے لیکن پاکستان میں نہیں ہونا چاہیے، یہ تو اجارہ داری ہے۔ امریکہ میں کسی نے نہیں کہا کہ دو جماعتوں کی اجارہ داری ہے، برطانیہ میں کسی نے نہیں کہا کہ دو جماعتوں کی اجارہ داری ہے، وہ کہتے ہیں کہ سیاست میں دو جماعتی حکومت کامیاب ترین حکمرانی ہوتی ہے، یہ mature سیاست کی نشانی ہوتی ہے۔ ہمارے ہاں یہ خواب جلا کہ یہ دونوں جماعتیں corrupt ہیں، یہ دونوں بُرے ہیں، ملک کی خوشحالی کا سورج اس وقت طلوع ہو گا جب ان دونوں کو نابود کر دیا جائے گا۔ جب ان دونوں کو منظر سے ہٹا دیا جائے گا تو پھر اس خواب کی پروردش ہوئی، اس خواب کو پرداں چڑھایا گیا، تمباکے اس پھول کو پانی دیا گیا، کھاد ڈالی گئی اور پھر 2013 کے بعد بھی جب دیکھا گیا کہ یہ فصل نہیں آگ کسی، حسب توقع اس پر پھل نہیں آیا تو پھر دھرنے ہوئے، PANAMA ہوا اور پھر

---جاوید...
kindly

(مدخلت)

جناب چیئرمین: فیصل صاحب! ایسے نہ کریں پلیز۔ جی۔

سینیز عرفان الحق صدیقی: جناب عالی! میں بڑے احترام کے ساتھ بات کر رہا ہوں، میں ان پر الزام نہیں لگا رہا، میں وہ تاریخ بیان کر رہا ہوں جو ان کو بھی ورنے میں ملی تھی اور ہمیں بھی ورنے میں ملی تھی اور پتا نہیں شاید آنے والوں کو بھی ورنے میں ملے گی۔ میں ان پر الزام تراشی نہیں کر رہا، وہ دھماکے نہ کریں، وہ سینیں، غور و فکر کریں اور ہمارا یہی المیہ ہے کہ ہم سوچتے نہیں ہیں بلکہ وہ دھماکے کر کے ہمیں مغلوب کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور ہم دھماکے کر کے ان کو مغلوب کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور پھر ایک ایسا دھماکا ہوتا ہے کہ ہم دونوں فنا ہو جاتے ہیں اور 32 سال تک وہ دھماکا کرنے والا ہمارے سر پر آ کر بیٹھ جاتا ہے، ہم اس پر کیوں غور نہیں کرتے؟ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ پھر یہ تصور بیدار ہوا کہ اس قوم کا علاج، اس بیمار ملک کا علاج، اس بیمار معیشت کا علاج، اس کرپشن زدہ معاشرے کا علاج ایک نئی انقلابی حکومت ہے جس کے لیے اہتمام کیا گیا اور 2018 کے بعد 4 سال تک وہ انقلابی حکومت قائم رہی۔

جناب چیئرمین! وہ انقلابی حکومت ہماری 75 سالہ تاریخ کا ایک جزیرہ ہے۔ آپ تاریخ کی پوری کتاب پڑھ لیں، آپ کو کوئی حکومت نہیں ملے گی جس میں کسی کے ہاتھ نہ باندھے گے ہوں، کسی کی ٹانگ نہ کھینچی گئی ہو، کسی کے سر پر حملہ نہ کیا گیا ہو، کسی کو پھرستی سے محروم نہ کیا گیا ہو، کسی کے خلاف conspiracy نہ ہوئیں ہوں، یہ conspiracies کی بات کرتے ہیں تو میں ابھی conspiracies کی طرف آتا ہوں اور صرف ایک، دو conspiracies کا ذکر کروں گا۔ ان چار سالوں کے دوران کیا کچھ نہیں ہوا، ان کو ہر وہ سہولت دی گئی جو ماضی میں کسی حکومت کو نہیں ملی، ان کے ہر زخم پر مر ہم رکھا گیا، ان کے ہر درد کی دوائی گئی، ان کو پیسے نہیں ملے تو پیسے لا کر دیے گئے، ان کے خلاف میڈیا بولا تو اس کی گردان دبوچ لی گئی، ان کے خلاف سیاستدان بولے تو NAB کو استعمال کر کے ان کو جیلوں میں ڈال دیا گیا یعنی ان کے لیے ایک ماحول تخلیق کیا گیا، ایک فضاء بنائی گئی اور موقع کی گئی کہ اس حکومت سے ایسا شیریں پھل اترے گا کہ یہ قوم سیراب، شاداب اور نہال ہو جائے گی، اس کا پیٹ بھر جائے گا۔ چار سال بعد ان ہواؤں نے جو پروش کر رہی تھیں اور ان گھٹاؤں نے جو برس رہی تھیں اور اس نصل پر پانی بر ساری تھیں اور ان دریاوں نے جو پانی دے رہے تھے جب یہ دیکھا کہ یہ فصل بیکار ہے اور اگر یہ نہیں رہی، اتنا سیراب تو اگر ہم کسی پھر کو بھی کرتے تو شاید اس پر بھی کو نپیس پھوٹ جاتیں لیکن یہاں تو کچھ نہیں اگر رہا۔ پھر ان ہواؤں نے رُخ

بدل لیا، وہ گھٹائیں کسی اور منطق کی طرف نکل گئیں، ان دریاوں نے بھی اپنازخ موڑ لیا اس کے بعد میرے دوستوں کو اپوزیشن میں بیٹھنا پڑا جو میں سمجھتا ہوں کہ ایک اعزاز ہوتا ہے، یہاں بیٹھا ہوا اتنی دلیری، ہمت اور حوصلے کے ساتھ بات نہیں کر سکتا جتنا اپوزیشن میں بیٹھا میر اشا گرد عنیز کر سکتا ہے اس لیے کہ اپوزیشن ایک طفظے کا نام ہے، ایک بد بے کا نام ہے، ایک جوش کا نام ہے، حکومت میں آ کر ہم اس سے محروم ہو جاتے ہیں۔ پھر کہا گیا کہ جی conspiracy ہو گئی، سازش ہو گئی، چار سال فصل اس لیے نہیں اُگی کہ سازش ہو گئی۔ میں یہ نہیں کہتا کہ فوج کیا کہہ رہی ہے، ISPR نے کیا کہا، خان صاحب کیا کہہ رہے ہیں، میں تو اس جھگڑے میں پڑنا ہی نہیں چاہ رہا، شاید یہ ٹھیک کہہ رہے ہوں لیکن میں ایک، دو conspiracies کا ذکر ضرور کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جناب! ویسے ہی یاد دلارہا ہوں کہ بجٹ ہے، conspiracy نہیں ہے، ویسے ہی یاد دلارہا ہوں، مہربانی۔

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: جناب! بھی تو 14 منٹ ہوئے ہیں یہاں پر تو 35 منٹ کی تقریریں ہوئی ہیں۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ بجٹ ہی ہے اور بجٹ کے پیچھے یہ تاریخ ہے، اگر یہ تاریخ نہ ہوتی تو آج آپ کے ذخیرہ 8 ارب نہ ہوتے، اس تاریخ کی وجہ سے آپ اس لیے سے دوچار ہیں، یہ بجٹ جس کو وہ سمجھتے ہیں کہ تاریخ کا بدترین بجٹ ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ حالات حاضرہ کے مطابق یہ مناسب ترین بجٹ ہے، یہ مناسب ہے یا برآ ہے جو کچھ بھی ہے ہماری 75 سالہ تاریخ کا ایک چھپر ہے۔ آپ کیسے کہتے ہیں کہ میں جو بات کر رہا ہوں وہ بجٹ کے بارے میں نہیں ہے، یہ بجٹ کے بارے میں ہے، یہ بجٹ اسی لیے ہمارے حصے میں آیا ہے کہ ہم نے ماضی میں یہ فصل بوئی تھی۔ میں نظر ہے، فوج بار بار کیوں کہہ رہی ہے، فوج ہزار بار بھی کہتی رہے تو کوئی فرق نہیں پڑتا، خان صاحب نے وہی کہنا ہے جو وہ کہہ رہے ہیں اور وہ اپنی بات میں کپے ہیں۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ ہمیں ذوالقدر علی بھٹو کی ایک، ایک conspiracy نظر آتی ہے، جو اقتدار سے اترے تو تختہ دارکے پہنچ وہ conspiracy دکھائی دیتی ہے، نظر آتی ہے، جب اس کی میٹت کا جنازہ پڑھنے کے لیے افراد بھی نہیں دیے جاتے، بیٹی کو چھرہ بھی نہیں دیکھنے دیا جاتا، بیوی کو ملنے نہیں دیا جاتا، وہ conspiracy دکھائی دیتی ہے، وہ تاریخ کے چہرے پر لکھی ہوئی ہے، بے نظیر سر را شہید ہو جاتی ہیں، لیاقت علی خان

کے سینے میں گولی لگتی ہے، یہ سب conspiracies ہیں جو نظر آتی ہیں، دھائی دیتی ہیں، ان کے پیچھے چہرے بھی ہیں اور ان کے پیچھے پورا لاٹشکر بھی دھائی دیتا ہے۔ میرے پاس ایک میگزین ہے جو ایم۔ جے۔ اکبر جو بڑے ہی معروف صحافی ہیں، ان کی ایک story ہے جو Sunday Guardian Live میں 6 نومبر، 2016 کو شائع ہوئی یعنی نواز شریف حکومت کے جانے سے سات مہینے پہلے اور وہ story print کرو کر میں تمام دوستوں کے سامنے رکھوں گا، مشاہد حسین صاحب اور میرے بہت سے دوسرے دوستوں نے بھی پڑھی ہو گی۔ وہ سات مہینے پہلے اس story میں لکھتے ہیں کہ نواز شریف کو فارغ کرنے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے اور پھر کہتے ہیں کہ اس کے اجزاء بھی تیار کر لیے گئے ہیں۔ نمبر 1۔ ان کو mid of 2017 میں فارغ کر دیا جائے گا، وہ جولائی میں فارغ کر دیے گئے، نمبر 2 وہ لکھتا ہے کہ اس بار مشرف کی طرح کا طریقہ اختیار نہیں کیا جائے گا بلکہ اس مرتبہ سپریم کورٹ کو استعمال کیا جائے گا، وہ سپریم کورٹ کے ذریعے گئے، تیسرا وہ لکھتا ہے کہ پاناما کو اس کا جواز بنایا جائے گا، سات ماہ پہلے پاناما کو ہی جواز بنایا گیا، پھر وہ لکھتا ہے کہ سپریم کورٹ کے حکم پر ہی اس کے references کا ایک سلسلہ شروع ہو گا، عین اسی طرح ہوا۔ یہ story سات ماہ پہلے چھپی اور آج بھی گوگل پر پڑی ہوئی ہے، یہ ہے conspiracy.

جناب عالی! قرآن پاک میں ایک قصہ ہے کہ اصحاب کہف کس طرح ایک غار میں چلے گئے، گھری نیند سو گئے اور جب رسول یا صدیوں کے بعد بیدار ہوئے تو انہوں نے سوچا کہ دنیا وہاں کی وہاں ہے لیکن وہ بدل گئی تھی۔ ہم یہ سوچتے ہیں کہ کاش ہمارے ساتھ بھی کوئی اصحاب کہف کی کیفیت ہو جاتی اور ہم سوچاتے، 2018 کے بعد 2022 میں آنکھ کھلتی تو وہی 2018 کا منظر ہوتا، نہ پرول یہاں پر پہنچتا، نہ ڈال اور reserves یہاں تک پہنچتے، نہ ہی inflation یہاں تک پہنچتی۔ یہ frivolous conspiracy ہوتی ہے، پھر پاناما دیکھیں، سپریم کورٹ پھینک دیتی ہے کہ یہ security agencies کے افراد TIA میں شامل نہیں کیے گئے، آج تک ایسی TIA نہیں بنی، آج تک سپریم کورٹ کا کوئی نجع specifically monitoring ظاہر کرتی ہیں، اس کو establish کرتی ہیں، conspiracy کے تانے بانے دھائی دیتے ہیں، وہ شخص 178 پیشیاں اپنی بیٹی کی انگلی پکڑ کر دیکھتا ہے، اب تو پیشیوں کے لیے

بھی شاید کوئی سسٹم آگیا ہے، یہ ہے conspiracy میں یہ کہہ رہا ہوں کہ بجٹ پر آنے سے پہلے ہمیں یہ چیزیں پیش نظر کھنچا، تھیں جس میں ہماری عدیہ کا بھی کردار ہے۔
جناب چیئرمین: آپ کا شکریہ۔

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: آئے روز عدیہ کے نجح صاحبان ہمیں یہ کہتے ہیں کہ اپنی حدود میں رہیں۔ PTI Government کو بھی کہا جاتا تھا کہ حکومت اپنی حدود میں رہے۔ اور FIA اور سرکاری مکھے بھی اپنی حدود میں رہیں۔ Bureaucrats بھی اپنی حدود میں رہیں حتیٰ کہ پارلیمنٹ کو بھی چاہیے کہ وہ اپنی حدود کا خیال رکھے۔ صرف ایک ہے جو حدود و قیود سے پاک ہے اور وہ ہمارے معزز نجح صاحبان ہیں۔ یہاں سینکڑوں لوگ پتہ نہیں لکھتے سال لگا کر آئیں لکھتے ہیں، یہاں بجٹ کرتے ہیں اور ہاں صرف تین نجح اسے rewrite کر لیتے ہیں۔ میں یہ بڑے ادب سے کہنا چاہتا ہوں کہ وہ بھی اپنی حدود کا خیال رکھیں۔ جب ہم کہتے ہیں کہ Pakistan Steel Mills ناکارہ ہو چکا ہے اور اسے نیلام کر دینا چاہیے، میں یہ بتا دوں کہ نہ یہ ایسا کر سکے، نہ ان سے پہلے والے کر سکے اور نہ ہم کر پائیں گے۔ یہ اس لئے کہ نقش میں بہت ساری رکاوٹیں آجائی ہیں۔ اپنی بات کو ختم کرتے ہوئے میں آخر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کوئی متعلقہ وزیر نہیں ہے لہذا شہادت اعوان صاحب جو ایوان میں بیٹھے ہیں، ان سے ہی عرض کرنا چاہوں گا۔ یہ بات میں نے اس وقت نواز شریف صاحب کی حکومت میں ایک کاپینہ مینگ میں کہی تھی اور آج دوبارہ مجھے اس ایوان میں کہنے کا موقع مل رہا ہے کہ تنخوا ہوں میں جو 15 فیصد اضافہ کیا گیا ہے، اسے gradual سطح پر ہونا چاہیے یعنی 5-Grade 1 تک آپ 50 فیصد تنخوا ہیں بڑھائیں۔ 10-Grade 5 تک آپ اسے 30 فیصد بڑھائیں۔ 10-15 Grade تک آپ اسے 20 فیصد بڑھائیں اور پھر 18-22 Grade 5 تک اسے 5 فیصد بڑھائیں۔ یہ سب کر کے بھی یہ تقاضت ختم نہیں ہو گا۔ Disparity پھر بھی ختم نہیں ہو گی۔ اکثر یہ ہوتا ہے کہ جب 20 ہزار والے کی تنخوا میں 15 فیصد بڑھاتے ہیں تو اس میں تین ہزار اضافہ ہوتا ہے۔ اگر یہ 15 فیصد آپ دولائک تنخوا والے کی بڑھاتے ہیں، میرا mathematics اتنا اچھا نہیں ہے لیکن پھر بھی کم و بیش اس میں تین ہزار کا اضافہ ہوتا ہو گا یا اس سے تھوڑا زیادہ بھی ہو سکتا ہے۔

جناب! کہنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ اور کی class کو جو پہلے ہی مراعات یافتہ ہے، اسے بھی 15 فیصد دیتے ہیں اور نائب قاصد کو بھی بھی دیتے ہیں۔ یہ ظلم ہے۔ اس پر نظر ثانی کریں۔ آپ بے شک allocation اتنی ہی رکھیں جتنی آپ نے رکھی ہے لیکن اسے اچھے طریقے سے تقسیم کریں۔ جو غریب طبقہ ہے، اس کارخان کی طرف موڑیں۔ جو already امیر ہیں، اس کی طرف یہ رخ کم کریں۔ بجٹ کے متعلق دوسری بات آپ کی تکمیل قلب کے لیے میں یہ بتاؤں کہ کیونکہ میری دوسری باتیں آپ کے زمرے میں نہیں لے رہے ہیں، وہ یہ کہ۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین: شاید وہ آپ کی آخری بات تھی۔ براہ مہربانی کر کے اپنی تقریر ختم کریں۔

آپ کے 24 منٹ ہو گئے ہیں۔

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: میں 25 منٹ پورے ہونے سے پہلے اپنی تقریر ختم کرلوں گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب ہمیں حکومت ملی تو اس سے پہلے جب میں اعداد و شمار دیکھ رہا تھا، تعلیم کا بجٹ 1.77 per cent of GDP تھا۔ یہ بہت قلیل ہے۔ اس بجٹ میں بھی یہ کوئی 2 فیصد ہے جو اتنا زیادہ نہیں ہے۔ میں اپنی کمیٹی میں جب vice-chancellor صاحبان سے ملتا ہوں تو وہ یہ بتاتے ہیں کہ ان کے پاس chemicals خریدنے کے بھی پیسے نہیں ہیں۔ ہم نے HEC بجٹ 64 یا 65 ارب کا رکھا ہے۔ یہ اتنا ہی ہے جتنا پہلے ہوتا تھا یا اس میں nominal ساضافہ کیا گیا ہے۔ یہ بجٹ انتہائی قلیل ہے۔ ایسے ادارے جو ناکارہ ہو چکے ہیں، جو کھوکھلے ہو چکے ہیں، جو آپ کی معيشت کو ڈبو رہے ہیں، جو سوائے انتقام کے اور کچھ نہیں ہیں، آپ کیوں نیب کو 5 یا 6 ارب روپے دیتے ہیں؟ آپ یہ پیسے education کو دیں۔ اسی طرح اور اداروں سے بھی پیسے نکالیں۔ میری تجویز یہی ہو گی کہ ایک endowment fund قائم کیا جائے۔ اس میں حکومت 5 یا 10 ارب روپے ڈالے۔ جو ہمارے industrialists ہیں، معاشرے کے صاحب حیثیت اور صاحبان خیر ہیں، وہ اپنی رقم اسی fund میں ڈالیں تاکہ ہم اپنی universities کو کچھ دے سکیں۔

کھیل کر بھی یہ تجویز دے دی ہیں۔

جناب چیئرمین: منشی کے لوگ بھی note کر رہے ہیں۔

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: آپ کا شکریہ۔ اس کے ساتھ، ساتھ دائیں ہاتھ پر بیٹھے دوستوں کا بھی شکریہ، گرچہ انہیں بہت ساری باتیں گراں لگیں اور وہ سر گوشیاں بھی کرتے رہے لیکن پھر بھی تحمل کے ساتھ بات سنی۔ میں ان شاء اللہ ان کی تقاریر بھی اسی تحمل اور برداری سے سنوں گا، شکریہ۔

جناب چیئرمین: آپ کا شکریہ۔ سینیٹر ڈاکٹر شہزاد و سیم صاحب اگر راہ مہربانی سینیٹر شبی فراز کو نائم دیں تو بہتر ہو گا۔ جی پہلے آپ بات کریں۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد و سیم: جناب! آپ نے commitment کی تھی اور آپ کا احترام ہم ہمیشہ ملاحظہ خاطر رکھتے ہیں کہ آج سب سے پہلے petrol prices پر بات ہو گی۔ پہلے اس پر بات کرائیں۔ انہوں نے اپنی بجٹ تقاریر میں پڑول کا ذکر ہی نہیں کیا ہے۔ ابھی Minister of State for Finance بھی تشریف لائی ہیں۔ آپ وزراء کو بھی پابند کریں کہ وہ نائم پر آیا کریں اور ایوان کو وقت دیں خصوصاً وزراء خزانہ آیا کریں۔

جناب چیئرمین: جی ضرور کریں گے۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد و سیم: وزراء صاحبان ایوان زیریں میں الوبول رہے ہیں۔ وہاں قائمہ کمیٹی برائے خزانہ میں بھی ممبر نہیں جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی نہیں الحمد للہ یہاں debate ہو رہی ہے۔ منظر صاحبان اور بھی موجود ہیں۔ ایک منت کیونکہ officers attendance of Ministries، دیکھنی Ministry of FBR سے آفیل احمد رضا جو چیف ہیں، کیا وہ بیٹھے ہیں؟ جی بیٹھے ہیں۔ آپ سینیٹر صاحبان Joint Secretary سے Finance کے points note کر رہے ہیں؟ جی کر رہے ہیں۔ ایک منٹ کیونکہ Chief from Ministry of Planning قسم احمد سجاد بیٹھے ہیں؟ جی بیٹھے ہیں۔ محمد دین جاکھرانی صاحب Section Officer، Ministry of Finance Joint of Finance ہیں۔ کیا وہ حاضر ہیں؟ جی بیٹھے ہیں۔ ایک منٹ کیونکہ Assistant Economic Secretary ہیں۔ ایک منٹ کیونکہ ظل حسین حاضر ہیں؟ جی حاضر ہیں۔ Joint Advisor، Ministry of Finance Secretary، Ministry of Communications عثمان یعقوب صاحب بیٹھے ہیں؟

جی وہ کہاں ہیں؟ انہیں بلا کیں۔ Chief, Ministry of Overseas Pakistanis تو نیز خالق صاحب بیٹھے ہیں؟ جی حاضر ہیں۔ جمیل صاحب جو Deputy Secretary ہیں، کیا Ministry of Science and Technology سے ہیں، کیا وہ حاضر ہیں؟ حاضر نہیں ہیں۔ اعجاز احمد جو Ministry of Communication سے ہیں، وہ بھی نہیں ہیں۔ براؤ مہریانی سیکرٹری صاحب کو ان دونوں کا لکھ دیں۔ عبدالستار جو Rights Acting DG، Ministry of Foreign Affairs سے ہیں، کیا وہ حاضر ہیں؟ جی ٹھیک ہے۔ چوہدری طلحہ صاحب جو Senior JS, Poverty from Alleviation ہیں، کیا وہ موجود ہیں؟ جی موجود ہیں۔ نیاز محمد خان جو خورشید انور صاحب کے بہت سارے لوگ ہیں۔ وقار الدین صدیقی from Ministry of Industries Interior, Petroleum and Power Production کے لوگ کیوں نہیں آئے ہیں؟ ان کے Secretaries کو لکھیں اور پوچھیں کہ کل ہم نے کہا تھا کہ آپ آئیں لیکن کیوں نہیں آئے ہیں۔ Prime Minister کو بھی لکھیں۔ آپ نے بھی ہمارا message convey Minister of State for Law کرنا ہے۔

جی قائد حزب اختلاف۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد و سیم: جناب! آپ سرکاری افسران کی حاضری لے رہے ہیں۔ They are here to assist their decision makers یہ وہ کہاں ہیں؟

Ministers. Decision makers are Ministers. Mr. Chairman: Minister of State for Finance is here.

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد و سیم: جناب! کوشش کریں کہ اپنی Ministries کو تلا لگائیں اور افسر شاہی سارے معاملات چلانے۔

(مدخلت)

جناب چیئرمین: براہ مہربانی تشریف رکھیں۔ سینیٹر مشتاق احمد بس آپ نے صرف دو منٹ پڑھوں کی قیتوں کے بڑھنے پر بولنا ہے۔

(مدادخالت)

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد و سیم: منظر صاحبان خود دوروں پر ہیں اور یہاں پوری قوم کو دورے پڑ رہے ہیں۔ وہ آگر یہاں جواب دیں۔

جناب چیئر میں: جی وہ ضرور جواب دیں گے۔ آپ بے فکر ہو جائیں۔ میں انہیں بلا لوں گا،
ان شاء اللہ۔ ابھی منظر صاحبہ کو بلوایا۔ دیکھیں وہ آگئی ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد سیم: آپ bureaucracy سے کیا توقع رکھتے ہیں کیونکہ وہ خود حکم کے تابع ہیں۔

جناب چیئرمین: اچھا یہ بتائیں کہ پڑول کے issue پر پہلے آپ بات کریں گے یا سینیٹر مشتاق احمد؟ آپ لوگوں نے صرف دو، دو منٹ بات کرنی ہے۔ جی سینیٹر سید یوسف رضا گیلانی۔
سینیٹر سید یوسف رضا گیلانی: شکریہ، جناب چیئرمین! ایوان میں مطالبہ ہوا کہ ملنٹر نہیں
ہیں and now Minister of State for Finance is here. اس کے بعد یہ
مطالبہ ہوا کہ کوئی note نہیں کر رہا ہے۔ The bureaucracy is here.
آپ پر دیکھیں کہ جب ان کی حکومت تھی تو کیا یہ سب آتے تھے؟

(مدادخت)

سینئر سید یوسف رضا گیلانی: دوسری بات یہ ہے کہ آپ پڑھوں کے مسئلے Session and you can say anything you want.

بے مات کرس اور منظر صاحہ wind up کرس گی۔ بس مات ختم۔

جناب چیزِ میں: جو سینٹ مشتا ق احمد۔

Senator Mushtaq Ahmed

سینیٹر مشتاق احمد: جناب! میں پڑول اور ڈیزل کی قیمتوں میں اضافے پر مختصر بات کروں گا۔ کل رات حکومت نے per liter پڑول کی قیمت میں 24 روپے اور ڈیزل کے قیمت میں 60 روپے کا اضافہ کیا ہے کل 84 روپے کا اضافہ ہے۔

جناب چیئرمین: براہ مہربانی تسلی سے سنیں۔ جناب بہرہ مند تنگی صاحب! مہربانی کریں پلیز۔ آپ لوگ بھی اپنے ساتھی کی بات سنیں اب جب ان کو موقع دیا ہے پلیز۔

سینیٹر مشتاق احمد: گزشتہ میں دونوں میں ایک مرتبہ 30 روپے لڑ، دوسری مرتبہ 30 روپے لڑ اور تیسری مرتبہ 24 روپے فی لڑ، پڑول کی قیمت میں 84 total روپے فی لڑ اضافہ کیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین: بہرہ مند تنگی صاحب! پلیز۔ بہرہ مند تنگی صاحب اور فیصل صاحب! پلیز ایوان کا وقت ضائع نہ کریں۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی۔

سینیٹر مشتاق احمد: ڈیزل کی قیمتوں میں ایک مرتبہ 30 روپے لڑ، دوسری مرتبہ 30 روپے لڑ، تیسری مرتبہ 60 روپے لڑ، میں دونوں میں 120 روپے فی لڑ ڈیزل کی قیمتوں میں اضافہ کیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین: میں اس کی مندمت کرتا ہوں، میں اس کو مسترد کرتا ہوں۔ یہ سُنگ دلی ہے، بے رحمی ہے، معاشر قتل ہے، قوم کو اندھیروں میں دھکلینا ہے اور ملک کو خانہ جنگی کی طرف لے کر جانا ہے۔ جس طرح رات کی تاریکی میں چور، ڈاکو اور دشمن حملہ کرتا ہے اس طرح یہ عوام دشمن حکومت عوام پر رات کی تاریکی میں حملہ کرتی ہے۔

چارسوائیں کی قیمتوں میں اضافہ ہو رہا ہے، یہ میرے پاس 'مشرق' اخبار ہے۔ اس میں عوام کے لئے کیا خبریں ہیں۔ اس میں عوام کے لئے خبریں ہیں کہ پڑول اور ڈیزل کی قیمتوں میں اضافہ ہوا۔ اس میں عوام کے لئے خبریں ہیں کہ تندورخنڈے ہیں۔

(مدخلت)

جناب چیئرمین: بہرہ مند تنگی صاحب! پلیز۔ مشتاق صاحب آپ کی بات بڑی سنجیدگی سے سنتے ہیں۔ آج آپ نے بھی بولنا ہے۔

سینیٹر مشتاق احمد: اس میں خبریں ہیں کہ تندورخنڈے ہیں اور سات روپے روپی کی قیمت میں اضافہ ہوا ہے۔ جناب چیئرمین! گزشتہ دونوں Economic Coordination Committee کا جلاس ہوا، تیرہ روپے فی یونٹ بجلی کی قیمت میں اضافے کا فیصلہ ہوا ہے۔ بجلی

ہے نہیں، شدید لوڈشیڈنگ کے اذیت میں بنتا ہیں اور تیرہ روپے فی یونٹ بجلی کی قیتوں میں مزید اضافہ ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین! یہ چنگیز خان کے راستے پر چل رہے ہیں، یہ ہلاکو خان کے راستے پر چل رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: دو منٹ ہو گئے ہیں۔

سینیٹر مشتاق احمد: یہ ایک ناکام حکومت ہے، مکمل طور پر ایک ناکام اور نااہل حکومت ہے۔

جناب چیئرمین: دو منٹ ہو گئے ہیں۔

سینیٹر مشتاق احمد: یہ ایک ناکام حکومت ہے، مکمل طور پر ایک ناکام اور نااہل حکومت ہے۔

ائز بینک میں ڈالر کاریٹ 206 روپے ہے۔ اس لئے ہم اس کی مدد کرتے ہیں۔ مجھے یہ حکومت بتائے کہ ان کو مہنگائی کے علاوہ کوئی اور کام آتا ہے؟

Mr. Chairman: Thank you Sir.

سینیٹر مشتاق احمد: جناب چیئرمین! آپ مجھے بات کرنے دیں۔ مہنگائی بم کے علاوہ اس حکومت کو کوئی کام نہیں آتا۔ دو ہزار روپے یہ دے رہے ہیں۔۔۔

Mr. Chairman: Thank you Sir.

سینیٹر مشتاق احمد: جناب چیئرمین! آپ بات کرنے دیں۔

جناب چیئرمین: دو منٹ سے اوپر ہو چکے ہیں۔

سینیٹر مشتاق احمد: میں دو منٹ میں سمیٹ رہا ہوں۔ دو ہزار روپے یہ دے رہے ہیں، اس کے ساتھ ان کے وزراء کہہ رہے ہیں کہ دو کے بجائے ایک کپ چائے پیا کرو۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ اپنے دو ہزار روپے اپنے پاس رکھو، ہمیں پہلے والی قیمتیں واپس کر دو۔ ہمیں آپ کے دو ہزار روپے نہیں چاہتے۔ ہمیں ایک بار پہلے والی پڑول، ٹیزیل، گیس، بجلی اور دیگر items کی قیمتیں واپس کر دو۔ انہوں نے ملک کو آئی۔ ایف کا اڈا بنادیا ہے۔

پچاس رکنی کابینہ ہے، میں وزیر اعظم سے پوچھتا ہوں کہ یہ حکومت کیا کام کرتی ہے؟ یہ حکومت صرف ایک کام کرتی ہے، مہنگائی میں اضافہ کرنا۔۔۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔

سینیٹر مشتاق احمد: آخری بات، یہ حکومت صرف ایک کام کرتی ہے، مہنگائی میں اضافہ کرنا جس کے لئے پچاس رکنی کابینہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے لئے وزیر اعظم کی ذات شریف ہی کافی ہے۔ یہ پچاس رکنی بھری یہاں جو انہوں نے رکھا ہے، اس کی ہم مدد کرتے ہیں۔

(مدخلت)

جناب چیئرمین: بہرہ مند تنگی صاحب۔

سینیٹر مشتاق احمد: جناب چیئرمین! میں سیاسی لیڈر شپ کی قدر کرتا ہوں۔ سابق وزیر اعظم نواز شریف صاحب نے گزشتہ دنوں کہا ہے کہ ہم نے پر وزیر مشرف کو معاف کیا، ٹھیک ہے معاف کیا، میں ان سے کہتا ہوں کہ نواز شریف صاحب اور شہباز شریف صاحب ہمیں بھی معاف کر دیں۔ قوم کو بھی معاف کر دیں تاکہ اس قوم کی جان چھوٹ جائے اور پڑوں اور ڈیزیل کے بم سے۔

میں وزیر خزانہ سے پوچھتا ہوں کہ وہ کہتے ہیں کہ جن کی چالیس ہزار روپے تک آمدن ہے ان کو میں دو ہزار روپے دے رہا ہوں۔ میں کہتا ہوں دو ہزار روپے نہ دو، چالیس ہزار روپے آمدن والے کا ایک ماہ کا آپ بجٹ بنا کر دکھادو۔

(مدخلت)

سینیٹر مشتاق احمد: میں آخری بات یہ کروں گا کہ یہ ظلم ہے۔ میں ان کو راستہ بتاتا ہوں کہ کیسے ان لوگوں نے مسئلہ حل کرنا ہے۔

(مدخلت)

جناب چیئرمین: بہرہ مند تنگی صاحب! پلیز دو منٹ سن لیں۔

سینیٹر مشتاق احمد: جناب چیئرمین! میں ان کو راستہ بتاتا ہوں۔ نمبر ایک، خود وزیر خزانہ نے کہا ہے کہ تین ہزار ارب روپے کی Tax evasion ہوتی ہے۔ ان مگر مچھوں پر ہاتھ ڈالو اگر ہمت ہے، عوام پر بم نہ گراو۔

جناب چیئرمین: مشتاق صاحب! شکریہ۔

سینیٹر مشتاق احمد: آخری بات،

جناب چیئرمین: آخری بات ہو چکی ہے، بس شکریہ۔

سینیٹر مشتاق احمد: جناب چیئرمین! تمہارا رب روپے tax evasion ہوتی ہے، یہ تجاذب ہیں۔ یہ تنقید نہیں ہے۔ یہ جو non-developmental expenditures کو کم کرو۔ Import Bill کو کم Non-combat defence budget کرو، protocol culture ختم کرو۔ بیر ون ممالک سے اپنا سرمایہ واپس لاؤ۔ عوام کی طرح سے اپنا طرز زندگی اختیار کرو۔ کام چور اور پروٹوکول کلچر کو چھوڑ دو۔ یہ اگر نہیں کرو گے تو عوام مہنگائی کو تسلیم نہیں کریں گے۔ یہ ظلم ہے۔ پاکستان کی آزادی کو آئی ایم ایف کے پاس گروئی رکھ دیا ہے۔ پاکستان کو غلام بنادیا ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: آپ نے توجہ پر تقریر کرنی ہے نا۔ تو دوستِ محمد خان صاحب کی سنیں۔ جی، جی، جناب۔

Senator Dost Muhammad Khan

سینیٹر دوستِ محمد خان: میں انتہائی دل سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ ہم back benchers کو تھوڑا بولنے کا موقع دیتے ہیں۔

جناب! ہمارے معزز صدیقی صاحب نے اتنا لمبا لپکر دیا ہے ان کی توبیشہ یہی عادت رہی ہے کہ وہ ہمیشہ دو بھائیوں کے [****]¹ کرتے رہتے ہیں۔

جناب چیئرمین: پلیز ایسی بات نہ کریں، یہ expunge کر دیں۔ جی، دوستِ محمد خان صاحب، وہ آپ کے colleague ہیں، آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں۔

سینیٹر دوستِ محمد خان: جناب! دس دن پہلے میں کابل گیا تھا، میں ان کو بات بتانا چاہتا ہوں۔ دس دن پہلے کابل گیا تھا۔ وہاں چھیساں افغانی کا ایک ڈالر ہے، چھیساں افغانی ایک ڈالر کے برابر تھا۔ وہاں ایک سو پچھن روپے فی لڑڑیزیل کی قیمت تھی۔ تو میں نے افغان وزیر سے پوچھا کہ یہ وجہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ وجہ یہ ہے کہ ہمارا خرچہ نہیں ہے۔

¹ "Words expunged as ordered by the Chairman."

میں نے پوچھا کہ یہ آپ کیا کہتے ہیں کہ خرچ نہیں ہے۔ وہ کہتے کہ یہ میرا جتنا سطاف ہے، یا جتنے میرے سکیورٹی گارڈز ہیں، سارے ہم دودو، تین تین روٹیاں منگوالیتے ہیں، نان منگوالیتے ہیں اور ایک گرین ٹی کی kettle منگوالیتے ہیں۔ ہم وہ کھاتے ہیں اور اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔

جناب! مہنگائی کیسے نہیں ہوگی۔ مہنگائی کیسے نہیں ہوگی، جب بچھے کے پائے ہیلی کا پڑسے مری اور ڈونگالی جاتے ہیں، ان کی وجہ سے ہمارے اوپر عذاب نازل ہوا ہے۔ ان کی چوریوں اور ڈاکوں کی وجہ سے ہم پر یہ عذاب نازل ہوا ہے ورنہ پاکستان تحریک انصاف، ہمارے ملنگ اور عاجز وزیر اعظم کے زمانے میں سارے indicators positive کے لئے اور اپنے مقدمات معاف کروانے کے لئے تو چور اور ڈاکو! تم کیوں آئے؟ ملک کو اور لوٹنے کے لئے اور اپنے مقدمات معاف کروانے کے لئے؟ ہم بھی آپ کو نہیں چھوڑیں گے اور نہ ہم آپ کو مزے لوٹنے دیں گے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ، معزز سینیٹر شبی فراز صاحب۔ جناب budget speech,

Thank you.

Senator Syed Shibli Faraz

سینیٹر سید شبی فراز: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ چیری مین صاحب! یہاں ہم نے مختلف ارکین کی گفتگو سنی۔ جس میں بنیادی طور پر یہ جو نیا بجٹ آیا ہے اس پر گفتگو ہو رہی ہے۔ یہ بجٹ، اگر ہم اس کو بجٹ کہیں تو یہ پاکستانی عوام کے لئے بجٹ نہیں ہے۔ یہ آئی۔ ایم۔ ایف کا بجٹ ہے۔ ان کو خوش کرنے کے لئے عوام پر جو مصائبیں ڈھائی جا رہی ہیں، پڑول کی قیمتیں کے بڑھنے کا ایک لامتناہی سلسلہ ہے جس میں وہ بڑھ رہا ہے۔ جس میں پڑول کی قیمت پچھلے میں کچپس دنوں میں 84 روپے بڑھا دی گئی ہے۔

ابھی ہمارے وزیر خزانہ نے کہا ہے کہ:

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا

آگے آگے دیکھتے ہوتا ہے کیا

اس سے بڑا اظہر ہو نہیں سکتا، کیونکہ ایک اور شاعر نے یہ شعر بھی کہا ہے کہ

میں آنے والے زمانوں سے ڈر رہوں فراز

کہ میں نے دیکھی ہیں آنکھیں اداں لوگوں کی

آپ نے جو بجٹ بنایا ہے، یہ candy-land budget ہے۔ نیادی طور پر اس میں نہ تو کوئی ٹھوس figures یا arguments ہیں جن سے یہ ظاہر ہو کہ ملک کو چلانے کے لئے ایک بڑی سوچ سمجھ کے ساتھ بڑی عرق ریزی ہوئی ہے جس میں priorities basis پر allocations کی گئی ہوں لیکن ایسا بالکل نہیں ہے۔

جہاں تک پڑول کی قیتوں کی بات ہے تو میں یہاں بتاتا چلوں کہ ہمارے ملک میں اس وقت دو سُنگین مسائل ہیں۔ ایک انجمنی ہے اور دوسرا pensions ہیں۔ جہاں تک انجمنی کا تعلق ہے، ہمارا ملک اب تقریباً سترہ ارب ڈالر کے قریب import کرتا ہے۔ ہمارے ملک کی جتنی بھی taxes ہیں، ان میں سے یہ سب سے بڑا item ہے، جس کے ذریعے حکومت نے اپنے imports کاٹھا کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ جو قیمتیں بڑھائی گئی ہیں، یہ یہاں پر ختم نہیں ہوئی، اگر آپ بجٹ کے figures دیکھیں، ان میں 750 ارب روپے کی levy ہے۔ اگر ہم calculate کریں، ہمارے وزیر خزانہ ترین صاحب نے کہا تھا کہ پڑول کی قیمتیں 300 روپے کے قریب چلی جائیں گی۔ یہ چیز اس ملک کے عوام کو خاص طور پر غریب، middle class families کو باکل بتاہ و بر باد کر دے گی کیونکہ اس کا تعلق صرف ڈرانسپورٹ سے نہیں، اس کا تعلق بھلی کی پیداوار سے بھی ہے۔ اس کے جو collateral نقصانات ہوں گے، ہماری بھلی کی قیمتیں جو کہ already بڑھ رہی ہیں، ان میں بے انہذا خلاف ہو گا۔ دو چیزیں، ڈرانسپورٹ اور گھروں میں جو کم کم بھلی کا استعمال کرتا ہے، وہ ایک پنکھا تو استعمال کرتا ہے۔

بڑی جلدی سے تادوں کے ہماری energy requirements کیا ہیں، 27,000 MW کے قریب کی demand summer season ہے، یہ 9,000 MW میں ہوتی ہے۔ ہماری demand winter season میں تقریباً 8,000 MW سے ہوتی ہے۔ اگر ہم اس کا فرق نکالیں تو تقریباً 18,000 MW summer season میں ہوتی ہے۔ بھلی cooling کے لیے ہوتی ہے، ACs پنکھے اور بھلی سے چلنے والے آلات استعمال ہوتے ہیں۔ جب 17,000-18,000 MW صرف cooling پر خرچ ہوتے ہیں تو ہمیں یہ بتایا جائے کہ ہم نے آج تک کیا کیا ہے، کسی نے اس پر سوچا ہے کہ کس طرح ہم پنکھوں، motor pumps، energy efficient آلات کو بنائیں۔

مجھے بڑی خوشی ہے کہ ہماری حکومت میں وزارت سامنہ و نیکنالوجی میں ہم نے پنکھوں کے ایک چھوٹے سے منصوبے پر کام کیا۔ پورے ملک میں تقریباً 10 کروڑ سونچے چلتے ہیں، ہم نے اس کی نیکنالوجی کو بہتر کر کے mandatory wire ratings کروایا، اس وقت 7,000 MW shortfall میں سے 4,000 جو کہ صرف پنکھوں کے ہیں، وہ نکال دیں تو ہماری demand quality پر بغیر compromise کیے ہوئے استعمال ہو سکتے ہیں لیکن یہ imported حکومت پڑول مافیا اور باقی چھوٹے mafias کی سرپرستی کر رہی ہے، اس میں وہ گاڑیاں بھی شامل ہیں جن کے ineffcient engines ہیں۔ وہ پاکستان میں بنتے ہی نہیں ہیں۔ انہوں نے تمیں سال حکومت کی، ساڑھے تین سال حکومت کرنے پر یہ ہم سے یہ موقع کر رہے ہیں، ہم نے مشکلات کے باوجود جن میں کورونا کو لے لیں، ایک bankrupt economy جو ہمیں درستے میں ملی تھی، اس کے بعد ہم نے اس کو سنپھالا دیا۔ ہماری حکومت نے کورونا کو شاندار طریقے سے handle کیا۔ جس طریقے سے احساس پر گرام چلا یا گیا۔

یہ دو ہزار روپے کی خیرات پاکستان کے عوام کی توہین ہے، یہ ان کی سوچ کی عکاسی کرتا ہے۔ ابھی ہمارے ایک فاضل ساختی نے بات کی کہ ہم بھکاری ہیں۔ ان کا لیڈر بھی یہی کہتا ہے کہ ہم بھکاری ہیں۔ انہوں نے عوام کے ذہنوں میں یہ ڈال دیا ہے کہ ہم بھکاری ہیں، ہم اس سے بہتر deserve ہی نہیں کرتے۔ جب کسی لیڈر کی یہ سوچ ہوگی کہ ہم بھکاری ہیں، beggars cannot be choosers تو ظاہر ہے کہ اس کی سوچ ملک کو آگے کیسے لے جائے گی۔ ہمیں بھکاری بنادیا گیا ہے۔

انہوں نے خودداری کی بات کی، وہ تو ہمارا لیڈر کہہ رہا ہے، وہ تو ہماری حکومت کر رہی تھی۔ ہم چاہتے تھے کہ اس ملک میں ایک ایسی حکومت آئے جو کہ عوام کے لیے کام کرے، ان کے لیے نہیں جن کے اچھنڈے انہوں نے مکمل کرنے ہیں۔ اگر آپ کل کے facts and figures، تو میں اسے میں اراکین کی جو asset ownership ہے، دو سیاسی پارٹیاں جن کا صدقی صاحب ذکر رہے تھے، دوسرے ملکوں میں دو پارٹیاں ہیں لیکن وہ خاندانی پارٹیاں نہیں ہیں۔ کسی بھی ملک میں دو خاندانوں کی پارٹیاں نہیں ہیں، یہ صرف پاکستان میں ہے جس کو عمران

خان نے آکر توڑا۔ اس کا ان کو بہت زیادہ افسوس ہے کیونکہ انہوں نے اس ملک کو ایک بادشاہت میں تبدیل کر دیا تھا۔ جمہوریت برائے نام ہے۔ ان کی جائیدادیں دیکھیں۔ بلاول بھٹو، چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی، نواز شریف، شہزاد شریف کی جائیدادیں ملک سے باہر ہیں۔ یہ انہوں نے خود اتنا توں میں لکھوائے ہیں، یہ انہوں نے خود accept کیا ہے۔ آپ بتائیں کہ پیٹی آئی کے کسی لیڈر کی عمران خان سمیت ملک سے باہر کوئی جائیداد ہے؟

جناب! جو جائیدادیں باہر ممالک میں بنائی جاتی ہیں، رکھی جاتی ہیں، اپنے خاندانوں کو باہر ممالک میں رکھا جاتا ہے، اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اس ملک میں آپ کی commitment، کشتیاں جلانا کسی کو کہتے ہیں، کہ جو کچھ بھی ہو، آپ نے وہیں پر رہنا ہے لیکن جب آپ کے قائدین کے خاندان، ان کے اٹاٹے پروں ممالک میں پڑے ہوں، آپ کو تو بڑا فائدہ ہوتا ہے، چاہے وہ devaluation ہو یا کوئی بھی سختی آئے، آپ کی اُدھر جائیدادیں بھی ہیں، آپ کے خاندان بھی اُدھر ہیں، آپ کے کاروبار بھی وہاں ہیں۔ اگر ایک لیڈر جس کا جینا مرنا اسی ملک میں ہو گا، وہی اس ملک کے عوام کے لیے سوچ سکتا ہے کیونکہ اس کا direct effect اس کی ذات پر بھی آتا ہے۔

جناب چیئرمین! اب سیاسی side پر آتے ہیں۔ جس طرح ہم نے کہا تھا کہ ملک ادارے چلاتے ہیں، افراد نہیں چلاتے۔ جن ممالک کو افراد چلاتے ہیں، وہ ممالک کبھی ترقی یافتہ نہیں ہو سکتے۔ ہم نے اس ملک میں یہ دیکھا کہ ہم جمہوریت کا بہت روناروٹے ہیں۔ میں پھر کہوں گا چونکہ صدیقی صاحب نے ایک لمبی تقریر کی، باقی تقاریر ہم نے سنیں ہی نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے تیس سال حکومت کی، dictatorships، اگر آپ 75 سال کا حساب لگالیں تو ہماری حکومت کے سارے ہی تین سال بالکل ایک جزوی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ بتائیں کہ یہ ملک جس حالت میں پہنچا ہے، وہ اس لیے کہ اداروں کو systematically تباہ کیا گیا، competence کو نہیں دیکھا گیا بلکہ وفاداریوں کو دیکھا گیا۔ ہر ادارے میں اپنے لوگ بھاولیے کہ جب وقت آئے گا تو وہ ان کے لیے معاون ثابت ہوں گے اور یہ حقیقت بھی ہے۔ اب حکومت آپ کی ہے، آپ بتا دیں کہ ہم نے پیٹی آئی کے کسی کارکن کو نواز یا ہم نے جو بھرتیاں کی ہیں، وہ اس طرح کی ہیں؟ ہم نے میرٹ کو ملحوظ خاطر رکھا، ہم نے اس ملک کو ایک طریقے سے، صاف ستری حکومت کی

طرح احتساب کے ساتھ چلایا۔ کوئی بھی احتساب بل سے بالاتر نہیں ہے۔ آپ نے دیکھا کہ اس ایوان میں، ہمارے کندھے استعمال کیے گئے، میں استعمال ہوا، آپ استعمال ہوئے، یہ استعمال ہوئے اور ایسے دو بل منظور کیے گئے جن کا احتساب اور non-transparent election سے direct تعلق ہے۔ جب تک اس ملک میں شفاف انتخابات نہیں ہوں گے جس کے لیے ہم نے بھرپور کوشش کی تھی، ہم EVM کے ذریعے انتخابات کرنا چاہرہ ہے تھے جس کو اپوزیشن نے بغیر دیکھے رد کیا کیونکہ ان کو معلوم تھا کہ یہ ان کی سیاسی موت ہو گی، ان کو free and fair elections suit ہی نہیں کرتے۔ ہم نے کوشش کی کہ ان کو راضی کریں کہ بھائی! یہ ملک کسی بھی اور controversial election کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اگر ہماری democracy unstable تحریک انصاف نے ہمیشہ ایکشن پر سوالات اٹھائے ہیں۔ اگر ہم اس چیز کو حل نہیں کریں گے تو سیاسی استحکام نہیں آئے گا۔

جناب والا! آخری بات یہ جو احتساب کا بل جس میں آپ اور ہم سب استعمال ہوئے۔ ہم تو الحمد للہ اس میں استعمال نہیں ہوئے کیونکہ ہم نے تو اس پر ووٹ ہی نہیں دیا۔ وہ جو استعمال۔۔۔

جناب چیئرمین: Chair نہیں باقی کا بتائیں۔

سینیٹر سید شبی فراز: مطلب ہے ہم اس پر بات کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: Chair کا کام ہے جو بل لائے، جن کی majority ہو گی انہوں نے ہی کرنا ہے۔

سینیٹر سید شبی فراز: نہیں، نہیں، میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ہم اس گناہ میں شریک نہیں تھے کیونکہ ہماری پارٹی کا ماننا ہے احتساب شفاف ہونا چاہیے۔ کوئی سیاسی victimization نہیں ہونی چاہیے۔ اگر کوئی سیاست کے پیچھے چھپ جائے، پارلیمنٹ کے پیچھے چھپ جائے، پارلیمنٹ کو استعمال کرے وہ قبول نہیں ہے۔ ہم اس ہاؤس سے ڈیماڑ کرتے جو relevant committees ہیں، چاہے وہ داخلہ کی ہو، parliamentary affairs کی ہو، Law and Justice کی ہو، کوئی بھی ہو ہم چاہتے ہیں کہ آپ یہ دیکھیں کہ اس قانون کے آنے سے کتنے ہمارے ساتھی، کون کون لوگ ہیں جن پر کیسز ختم ہو جائیں گے۔ آپ کو خود ہی پتا چل جائے گا اس کے پیچھے کون ہے۔ آپ

کو پتا چل جائے گا کہ یہ بل ذاتی، اپنی لیڈر شپ کو بچانے کے لیے بنائے گئے۔ اس کا اور کوئی مقصد نہیں ہے۔ اسی طرح ہم سمجھتے تھے کہ یہ آئیں گے پتا نہیں کیا electoral reforms کریں گے۔

(اس مرحلے پر ڈپٹی چیئرمین جناب سینیٹر مرزا محمد آفریدی نے کرسی صدارت سنچالی)

سینیٹر سید شبی فراز: کہتے تھے ہم electoral reforms کی، یہ دو تھیں کہ overseas Pakistanis electoral reforms کے ذریعے جو ایکشن ہونے تھے جس میں پولنگ کے دن جتنے بھی گھپلے سے محروم کر دیں۔ EVM کے تبدیلیاں کیں، آپ نے ثبوتوں کو آئے آپ کو بچانے کے لیے اقدامات کئے۔ آپ نے FIA میں تبدیلیاں کیں، آپ نے ثبوتوں کو آگے پیچھے کرنے کی کوشش کی۔ جو cases sitting ووزیر اعظم اور وزیر اعلیٰ کے خلاف ہیں ان کے جو گواہ تھے وہ ایک ایک کر کے مر رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! پانچ لوگ جو اس کیس سے directly related ہے وہ وفات پاچے ہیں۔ کسی کو ہارت ایک ہو گیا ہے، کسی کا پتا نہیں ہے سب کو ہارت ایک ہو گیا ہے۔ پتا نہیں کس وجہ سے ہوا ہے، یہ کیا ہے؟ یہ کوئی جمہوریت ہے یا کوئی ماafia ہے جو اپنے خلاف چلے ہوئے کیسز میں جتنے گواہاں ہیں، جتنی بھی شہادتیں ہیں، ان سب کو eliminate کر رہے ہیں۔ یہ ایک serious concern ہے پورے پاکستان میں کہ ان کے آنے کا، ان کو لانے کا جو مقصد تھا جس کے لیے انہوں نے سب چیزوں پر مستخط کر دیئے۔ ملک کی معاشی sovereignty کو surrender کر دیا۔ انہوں نے پارلیمنٹری اداروں کو مذاق بنایا۔ آپ دیکھیں پنجاب میں کیا ہو رہا ہے۔ ادھر سے نیشنل اسمبلی کا سپیکر جاتا ہے اور چیف منٹر کا حلف اٹھاتا ہے جو کہ seriously compromised ہے۔ اس پر کیسز ہیں، تاریخ میں پہلی مرتبہ پولیس استعمال کی گئی یہ اعزاز اُنہی کو جاتا ہے۔ پہلی مرتبہ پنجاب اسمبلی میں پولیس گئی، زدو کوب کیا، سپیکر کو زدو کوب کیا اور ڈنڈے کے زور پر وزیر اعلیٰ منتخب کروادیا۔ اب دیکھیں جو travesty ہے وہ یہ ہے کہ جو بجٹ پاس کرنے کا طریقہ کارتخاں کو بالکل ختم کر دیا۔ دوسرا جگہ پر انہوں نے اجلاس بلا لیا، ایک ہو ٹل میں بلا لیا، ایوان اقبال میں بلا لیا۔ یہ کیا ہے؟ پھر آپ ایک ایسا آرڈننس دیتے ہیں جس میں آپ کہتے ہیں کہ اسمبلی Law Ministry کے نیچے آگئی۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ یہ جمہوریت ہے؟ پارلیمنٹ جو سب سے سپریم ادارہ ہے اس کو آپ نے Law Minister کی کرسی کے نیچے کر

دیا یہ شرم کا مقام ہے۔ ایسے اقدامات لیے جا رہے ہیں کہ جو نام نہاد جمہوریت تھی اس کا بھی یڑا غرق کر دیا ہے، کل ادھر بھی بھی ہو گا۔ کیا سپکر وہاں کے GO اور چیف سیکرٹری کو بلا نہیں سکتا۔ کیا اوپر ہے یا legislature اوپر ہے۔ یہ تو انہیں نگری اور چوپٹ راج ہے جس میں ایک طرف مہنگائی جس نے عوام کا جینا دو بھر کر دیا ہے۔ سوسائٹی میں اضطراب پیدا کر دیا ہے، لوگوں کو سمجھ نہیں آ رہی کہ جن کے سروں پر اقتدار رکھ دیا ہے وہ اپنے سروں کو تلاش کر رہے ہیں۔ وزراء competent ہے نہیں، وزراء اپنے اداروں کے بارے میں جانتے نہیں ہیں۔ یہ بڑی تجربہ کار لوگ تھے۔ ہم تو کہتے تھے ہم نااہل ہیں۔ بھئی آپ لوگوں کے تو تینیں تیس سال کے تجربے ہیں۔ جس کو آپ نے سپاہی بھرتی کروایا تھا وہ پتا نہیں کہ ہر سے کدھر پہنچ گیا۔ آپ لوگوں سے تو یہ موقع تھی کہ آپ تو بڑے تجربہ کار ہیں۔ کیا کیا؟ آپ کا تجربہ پاکستانی عوام کے فائدے میں آیا آپ صرف اس لیے آئے تھے کہ اپنے آپ NRO دیں۔ ایسی legislation لے کر آئیں گے جس سے احتساب بلکہ کرپشن کو حلal کر دیا گیا ہے، یعنی جائز کر دیا گیا ہے۔ یہ کیسا طریقہ ہے یہ ملک چل ہی نہیں سکتا اگر ہم ایسے اقدامات لیں جس سے قانون کا جو theoretical concept follow ہے اگر ہم وہ نہیں کریں گے تو پھر تو Thomas Hobbes کی طرح ساری سوسائٹی everyone against everyone.

جناب چیئرمین! اس وقت ملک میں ایک بڑا ہی گھناؤنا کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ جس میں ایک طرف تو لوگوں کو تیل کی لاسنون میں لگا دیا گیا ہے۔ بجلی کی لوڈ شیڈنگ سے وہ تقریباً دماغی طور پر ماؤف ہو چکے ہیں۔ دوسری طرف systematically اداروں کو dysfunctional کر رہے ہیں۔ آپ ان کی writ erode کر رہے ہیں۔ اگر اس ملک نے قائم رہنا ہے جو ان شاء اللہ قائم رہے گا کیونکہ اس ملک میں ایسے لوگ، ایسی لیڈر شپ اور ایسی پارٹی بھی موجود ہے۔ ان کی طرح خاندانی پارٹی نہیں ہے۔ اس ملک میں صرف تین پارٹیاں ہیں، ایک جماعت اسلامی ہے، ایک MQM ہے اور ایک پاکستان تحریک انصاف ہے جو موروٹی سیاست نہیں کرتی۔ یہ جو سیاست جس میں خاندانی اجارہ داریاں ہیں، جس میں باپ، بیٹا، پوتا سب آتے ہیں، اس کو آپ جمہوریت نہیں کہہ سکتے۔ اسی لیے انہوں نے اخبار ہوئیں تمیم بھی کی اس میں انہوں نے ملک کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا۔ وہ تقسیم جس کے ثمرات آج سامنے آرہے ہیں۔ وہ بھی debate کے ساتھ نہیں ہوا

تحا، اس پر سپریم کورٹ اور دوسری کورٹ کی observations ہیں کہ ان laws اپر، اٹھار ہویں ترمیم پر بھی بحث نہیں ہوئی تھی۔ رضا برلنی صاحب پتا نہیں بیٹھے ہوئے ہیں یا نہیں بیٹھے ہوئے، جلدی میں ایک چیز کر دی، جس کو پھر قرآنی صحیفہ بنادیا گیا کہ آپ اس پر بات نہیں کر سکتے۔ اگر بات کرتے ہیں تو آپ پتا نہیں کیا ہیں۔ یہ سب چیزیں جب تک اس پر بحث نہیں ہو گی۔ جب تک ہمارے جتنے بھی ادارے ہیں ان کی performance کے بارے میں، ابھی صدقی صاحب نے کہا تھا کہ اداروں کو اپنی domain میں کام کرنا چاہیے۔ بھی جو آپ کی حکومت ہے وہ تو اداروں کو تباہ کر رہی ہے۔ یہ تو آپ کو suit ہی نہیں کرتا کہ ادارے اپنی حدود میں رہیں۔ آپ نے تو ایسے اقدامات کئے ہیں جس سے آپ کی بات کی نفع ہوتی ہے۔ آپ ایسا ماحول بنارہے ہیں جس میں morality تو نام کی بھی نہیں رہی۔ ہمیں ایسی حکومت سے سروکار ہوا ہے جو نہ تو legitimacy رکھتی ہے نہ credibility رکھتی ہے۔ اسی وجہ سے جو دوسرے مالک ہیں جو ہمارے ساتھ deal کرنا چاہتے ہیں۔ مختلف کمرشل deal کرنا چاہتے ہیں وہ ہم سے دور دور رہتے ہیں کیونکہ ان کو اعتبار نہیں ہے کہ یہ حکومت کب تک آئی ہے، کیسے آئی ہے، عوام کی سپورٹ سے عاری ہے۔

جناب چیئرمین! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس پر بحث ہونی چاہیے خاص طور پر دو قوانین پر جو کہ ایک NRO تھا اس ادارے کو کیوں استعمال کیا گیا۔ کون کون اس کے beneficiary تھے، ہم اس پارلیمنٹ میں وہ لست لائیں گے کہ کون کون لوگ اس قانون کی وجہ سے مستفید ہوئے ہیں۔ اس سے ظاہر ہو جائے، کسی کو اگر ذرا سا بھی شک ہے کہ یہ عوام کی خدمت کے لیے آئے ہیں تو پتا چل جائے گا کہ ان کے عزم کیا تھے، ان کے کرتوت کیا تھے، انہوں نے کس طرح سے اپنے آپ کو NRO دیا جو کہ ہماری حکومت، عمران خان صاحب نے سو مرتبہ کہا کہ میں NRO نہیں دوں گا۔ لوگوں کو سمجھ نہیں تھی کہ وہ NRO کیا تھا ب سمجھ آگئی ہے اور ان شاء اللہ جب ہم یہ لست شائع کریں گے کہ کون کون اس سے مستفید ہوا ہے تو عوام کو پتا چل جائے گا کہ عمران خان کیا کہہ رہا تھا۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ، جی گیلانی صاحب۔

سینیٹر سید یوسف رضا گلائی: جناب والا! ان کی ڈیمائڈ تھی کہ وزیر صاحب آئیں اور ہمارے ساتھ بات کریں، اگر آپ اجازت دیں تو وزیر خزانہ بھی موجود ہیں، Minister of state، بھی موجود ہیں، for Finance

جناب ڈپٹی چیئرمین: Budget پر بات کر کے منسٹر صاحب کو موقعہ دیں گے۔ جی سینیٹر طاہر بنجوب۔

(مداخلت)

Senator Muhammad Tahir Bizinjo

سینیٹر محمد طاہر بنجوب: میں budget کی بات کرنے سے پہلے یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جو داغ دار ماضی ہوتا ہے، داغ دار ماضی کونہ کوئی پیاری مٹاسکتی ہے اور نہ ہی موت۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں General Pervaiz Musharaf کے ضمن میں قانونی تقاضے پورے کیے جائیں اور قانون کی حکمرانی پر کسی بھی قسم کا سمجھوتہ نہیں ہونا چاہیے۔ بہترین budget اس relief کو کہا جاتا ہے جس سے عام آدمی، محنت کش عوام، کمزور طبقات، غلق خدا کو ملے۔ البتہ مشکل حالات میں یہ ایک متوازن budget ہے۔

ہمارے Minister تشریف رکھتے ہیں وہ بہتر سمجھتے ہیں، IMF کی شرائط بہت سخت ہوتی ہیں، خصوصاً جو غریب مالک، غریب طبقات، کمزور طبقات ان کے لئے نہایت تباہ کن ثابت ہوتا ہے۔ اس لئے دانشمندی کا تقاضہ ہے کہ آئے دن IMF کے پاس جانے سے بہتر ہے کہ اپنی ملک کی معیشت کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کے راستے تلاش کیے جائیں۔ زراعت اور صنعت کو فروغ دیا جائے، بد عنوانی اور corruption پر قابو پایا جائے۔ good governance and rule of law پر focus کیا جائے۔ میرے خیال میں یہ ہی وہ راستے ہیں جن پر چل کر ہم از خود اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکتے ہیں۔

ہمارے محترم وزیر خزانہ صاحب بتاتے ہیں ان کے اپنے الفاظ میں، 7.5 کروڑ لوگ غربت کی زندگی بسر کر رہے ہیں، ان میں دو کروڑ کا اضافہ گزشتہ پونے چار سالوں میں ہوا، 60 لاکھ لوگ بیرونی زگار ہوئے۔ PTI government نے دو ہزار ارب روپے قرض لیا، روایا مالی سال budget خسارہ 5 ہزار ایک سوارب روپے متوقع ہے۔ بھلی کا گردشی قرضہ 1062 ارب روپے

سے بڑھ کر 2500 ارب روپے ہو گیا ہے۔ ایک طرف جو ملک میں بیرونی قرضے ہیں، گردشی قرضہ ہے، مہنگائی، بیروزگاری ہے۔ یہ بلند ترین سطح پر پہنچ چکے ہیں۔ دوسری جانب غالباً گزشتہ سال UNDP کی ایک report کے مطابق پاکستانی میں معیشت کے 26 کھرب، 60 ارب روپے سے زائد ملک کی سیاسی اور غیر سیاسی اشوفیہ کی مراعات پر خرچ ہوتے ہیں۔ میں جاننا چاہتا ہوں کہ یہ جو کھربوں روپے اشوفیہ کی مراعات پر استعمال ہو رہے ہیں، کیا ان کی کوئی کٹوٹی کی گئی ہے؟ اگر نہیں کی گئی تو ہماری حکومت کو اس پر ضرور توجہ دینی چاہیے۔

آخری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آئے دن ہم ایوان میں بولتے رہتے ہیں، معاشی قتل عام اگر کسی صوبے کا ہوا ہے تو بلوچستان کا ہوا ہے۔ قدرتی دولت سے مالا مال ہونے کے باوجود 60% افراد فاقہ کشی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں۔ ہمارا پر زور مطالبہ ہے بلوچستان کے ساتھ ہونے والی بے انصافیوں اور حق تلفیوں کا ازالہ کیا جائے اور بلوچستان کے وسائل پر پہلا حق بلوچستان، وہاں کے رہنے والے لوگوں کا قبول کیا جائے جو کہ ہمارا آئینی حق ہے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: گلیری میں سابقہ ایم۔ این۔ اے، محبوب اللہ جان آئے ہوئے ہیں اور سابقہ صوبائی وزیر، ضیاء اللہ آفریدی آئے ہوئے ہیں welcome to both of you. سینیٹر اعجاز چودھری صاحب۔

Senator Ejaz Ahmad Chaudhary

سینیٹر اعجاز احمد چودھری: گزشتہ شب جب diesel and petrol کی قیمتوں میں اضافہ ہوا تو میں تصور میں آج کے senate hall کو دیکھ رہا تھا اور مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ میری پر کوئی نہیں بیٹھا ہو گا۔ جن کا leader left side treasury benches پر manifesto day one کا Party سے غریب کے لئے تھا وہ تو اس شرمندگی کی وجہ سے نہیں آئے ہوں گے، وہ بھی آج نہیں آئے ہوں گے کہ جن کے رہبر نہیں امام یہ فرمایا چکے ہیں کہ رات کو ڈاک مارا جاتا ہے۔ رات کو اس قسم کی واردات budget نہیں ہوتا، وہ بھی نہیں آئیں گے۔ میں یہ تصور کر رہا تھا (عربی) کادرس دیتے ہیں وہ بھی نہیں آئے ہوں گے اس لیے کہ وہ ہی ہمیں بتاتے ہیں کہ دریائے فرات کے کنارے اگر کتنا بھی بھوکا مر گیا تو اس کا جواب دینا ہو گا لیکن

مجھے حیرت ہے کہ آج سب بیٹھے ہوئے ہیں اور وزیر خزانہ بھی تشریف فرمائیں، جو حالات کے دباؤ کی وجہ سے ان کا خود پر control نہیں رہ سکا۔

مجھے حیرت ہے کہ وہ کام کیا گیا جس سے غریب زندہ درگور ہو گیا۔ کسان diesel کی قیمتوں کے نتیجے میں اپنا tractor, pump اور دیگر آلات نہیں چلا سکے گا۔ آج جو fuel کی قیمتوں کی تغیری ہے اس کے نتیجے میں بے شمار factories bnd ہو جائیں گی۔ غریب کی جو سب سے کم قیمت سواری ہے motorcycle جس کو طالب علم بھی استعمال کرتے ہیں آئندہ استعمال نہیں کر سکیں گے۔ لیکن اس کے باوجود میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو پلنڈہ ہمیں دیا گیا ہے یہ budget ہے؟ جس کے بارے میں یہ نہیں بتا، کیوں کہ یہ تخمینہ ہے آمدن اور اخراجات کا۔ Budget پیش کرنے کے بعد بھی prices increase کرتے رہے گے اور غریب قوم کو جو پہلے ہی اپنی زندگی کی سانسیں سک سک کر لے رہی ہے اس کو موت کے گھاٹ اتار دیں گے، میں توقع کر رہا تھا کہ آج ایوان آدھا خالی ہو گا۔ میں داد دیتا ہوں ان کے حوصلے اور ڈھنڈائی کی کہ اس کے باوجود حکومتی وزراء اور دیگر ممبر ان اس ایوان میں برآ جمان ہیں اور میں اپنے الفاظ لازماً کہنا چاہوں گا، یہ کوئی غیر پاریمانی بات نہیں ہے، یہ ان کی ڈھنڈائی ہے جس کے سبب آج تمام ارکین اس ایوان میں موجود ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جب سڑھے تین برس، عمران خان کی حکومت تھی تو ہر روز کھڑے ہو کر کہتے تھے کہ IMF کی dictation جارہی ہے اور حکومت IMF کے احکامات کے مطابق چلاجی جا رہی ہے، World Bank کا ایک نمائندہ State Bank میں بیٹھ گیا ہے اور ہر اقدام IMF کے حکم پر کیا جا رہا ہے۔ میں سوچتا تھا کہ اگر خدا نخواستہ انہیں بھی حکومت مل گئی اور اقتدار میں آگئے تو پھر یہ لوگ IMF کو بم سے اڑا دیں گے لیکن آج ہمارے سامنے ہے کہ IMF کی طرف آنکھ سے اشارہ کرتا ہے تو پہلے ہی سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔ انہوں نے گھٹنے کیا ٹینکے تھے یہ تو IMF کے سامنے لیٹ گئے ہیں۔ کوئی ایسا اقدام کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں جو پاکستانی قوم کے حق میں ہو، بلکہ صرف اس چیز کو پیش نظر رکھ رہے ہیں کہ جو اس ملک کے اندر سازش ہوئی ہے اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ اس ملک کے اندر کے ایک ایسی سازش ہوئی جس کے نتیجے میں ملک کو صرف غربت، افلس اور مہنگائی سے نہیں مارنا بلکہ اس کی خودداری اور اس کی آزادی کو بھی مار دینا ہے۔ آج اسی لیے میں سب سے پہلے اس موضوع پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین! آپ کو معلوم ہے کہ National Security Council کی میٹنگ دو مرتبہ ہوئیں، ایک میٹنگ وزیر اعظم، عمران خان صاحب کی سربراہی میں منعقد ہوئی اور دوسری مرتبہ جب شہباز شریف وزیر اعظم منتخب ہوئے تو ان کی سربراہی میں کی گئی اور میں کہنا چاہوں گا کہ دونوں کا نتیجہ ایک ہی ہے، سرے منے اس میں کوئی فرق نہیں ہے کہ blatant interference یعنی پاکستان کے معاملات میں بدترین مداخلت کی گئی اور صرف یہاں تک ہی نہیں ہے بلکہ پاکستان کو دھمکایا گیا کہ اگر آپ عمران خان کی حکومت کو Vote of No consequences کے ذریعے ختم نہیں کریں گے تو آپ کو face Confidence کرنا پڑیں گے۔ آپ دیکھیں کہ اُن حالات کے اندر کس طرح ہمارے اراکین پارلیمنٹ امریکی سفارت خاؤں کے اندر پائے گئے، آپ دیکھیں، سندھ ہاؤس کے اندر انسانوں کی ایک منڈی لگی، لوگ بکے اور انہوں نے اپنے ضمیر کا سودا اکیا۔ میں یہ نہیں کہتا، میں پیسوں کی توبات ہی نہیں کرتا۔-----

جناب ڈپٹی چیئر مین: سینیٹر بہرہ مند خان ^{تیکنی} صاحب پلیز۔ آپ اپنی کرسی پر تشریف رکھیں۔

سینیٹر اعجاز احمد چوہدری: نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ جس کا عہد نہیں اُس کا دین نہیں، وہ اپنے عہد سے پھر گئے، واضح طور پر انہوں نے اپنی پارٹی کے ساتھ عہد توڑا اور اپنے عہد سے انحراف کیا۔ آپ اس بات کو note کر لیں کہ پہلے کوئی سازش تیار کی جاتی ہے اور پھر جا کر مداخلت ہوتی ہے۔ میں آج یہ پوچھنا چاہتا ہوں پھر آپ نے امریکی سفارت خانے میں demarche کیوں کیا؟ آپ وجہ بتائیں؟ آج اگر حکومتی اراکین کی طرف سے یہ کہا جا رہا ہے کہ یہاں کوئی سازش نہیں ہوئی۔ میں آج یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ مسلح افواج کے پریمیکمنڈر، صدر مملکت جب ساکھر کے حوالے سے لکھ کر چیف جسٹس آف پاکستان کو بھجواتے ہیں تو آپ یہ الفاظ کی جنگ کرنے کی بجائے ایک open inquiry کیوں نہیں کرتے، آپ ایک آزاد کمیشن بنا کر اس کی investigation کیوں نہیں کرتے؟ ہم مطالہ کرتے ہیں کہ کمیشن بنا کر open inquiry کی جائے تاکہ پتا چلے کہ سازش ہوئی یا پھر نہیں ہوئی، اگر سازش ہوئی تو اس میں کون کون سے کردار یہاں پر شامل تھے۔ سینیٹر عرفان الحق صدیقی صاحب اس ایوان میں تشریف فرمائیں۔ انہوں نے کہا کہ ذوالقدر علی بھٹو

کے خلاف بھی سازش ہوئی تھی، ہاں میں مانتا ہوں۔ میں تو اپنی ساری سیاسی زندگی میں ان کا مخالف رہا لیکن حالات یہ ثابت کرتے ہیں کہ سازش ہوئی تھی، آج محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ اس دُنیا میں نہیں ہیں لیکن کوئی تحقیقات نہیں کیں گیں، پبلپلز پارٹی حکومت میں آئی، خالد شہنشاہ قتل ہو گیا، آپ سب اُن کے بارے میں جانتے ہوں گے، میں کہوں گا کہ سازش ہوئی۔ لیاقت علی شہید کر دیئے گئے میں مانتا ہوں اُن کے خلاف بھی سازش کی گئی لیکن کیا کوئی آپ لوگوں میں سے عمران خان کے ساتھ کھڑا ہوا؟ انہوں نے پوری قوم کو بتایا کہ استعمار کی سازش کا مقابلہ کرنا ہے۔ کیا آپ میں کوئی ایسا فرد یا شخصیت موجود ہے جس نے تاریخ کے ان تمام اور اقے اندر کوئی ایک کردار ادا کیا ہو، آپ کوئی ایک نام مجھے بتادیں جس نے سازش کو تشتہ از بام کیا ہو، خود بھی کھڑا ہو گیا ہو اور قوم کو بھی کھڑا کر دیا ہو، پاکستان کی 22 کروڑ عوام کو کھڑا کر دیا ہو، اُس نے اشارہ نہیں کیا بلکہ نام لے کر کہا ہو کہ یہاں سے سازش ہوئی ہے، پیر ونی دُنیا سے سازش کی گئی اور یہاں پر ان کے کردار موجود اور شامل حال ہیں، انہوں نے ہر ہر کردار کے اوپر واضح طور پر نشان دہی کی۔ اگر آپ نہیں کہ چیف جسٹس آف پاکستان اس کی تحقیقات کروائیں، ایک کھلی inquiry کی جائے ورنہ ای ان کو ماننا پڑے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین! میں DG, ISPR سے بالکل ٹھیک عام پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ کو آئے روز بیان دینے کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے؟ روز آپ کیوں کہتے ہیں کہ کوئی سازش نہیں ہوئی۔ اگر کوئی سازش نہیں ہوئی تو کیا روز آپ کو کوئی پوچھنے جاتا ہے؟ آپ روزانہ ایک بیان داع دیتے ہیں۔ میں DG, ISPR سے یہ بھی پوچھنا چاہتا ہوں کہ آج ڈالر اور جنگلی قوم کو بتائیں، ہے؟ آپ نے پہلے دن بیان دیا تھا ان، پاکستانی کرنی کا اتار چڑھاؤ بتایا گیا تھا، پاکستان کی Stock Exchange اور پر جاری ہے، آج 65 دن گزرنے کے بعد، آپ مجھے اور میری قوم کو بتائیں، روز آپ tweet کر دیتے ہیں اور ایک مرصعہ کہہ دیتے ہیں فوج کو سیاست میں نہ ٹھیٹیں، یعنی دوسری طرف آپ خود سیاست میں اپنا کردار ادا کرتے رہتے ہیں۔ جب آپ Stock Exchange & Dollar کیا ہوا ہے؟ کیا ہوا ہے، آج آپ کیوں خاموش ہیں؟ آج کا جگہ اس سازش کا حصہ ہے۔ انہوں نے آنا تھا، پاکستانی قوم، ایک غریب اور مجبور قوم کے سروں کے اوپر انہوں نے ساری مہنگائی کی لعنت کو

ڈالنا تھا۔ آج تمام ماہرین کہہ رہے ہیں کہ تمیں فیصلہ تک مہنگائی ہونے جا رہی ہے۔ آپ بتائیں پاکستان میں 40% لوگ، پہلے ہی خط غربت سے نیچے اپنی زندگی بس کر رہے ہیں تو اب ان لوگوں کا کیا بنے گا؟ میں غالباً اس ایوان میں سب سے زیادہ غریب آدمی ہوں۔ میں نے اپنے بچوں کو بھاکر کہا کہ یہ ہماری آمدن ہے اور اس سے زیادہ ہماری آمدن نہیں ہے اور ہم مزید اخراجات برداشت نہیں کر سکتے۔ آج بھلی کابل 45% بڑھ چکا ہے، گیس کی قیمت 45% بڑھ چکی ہے، آپ نے پڑول اور ڈیزل کی قیمتیں دو گناہ کر دی ہیں۔ میں نے اپنے بچوں سے کہا کہ آج ہمیں اپنی آمدن کے اندر رہتے ہوئے تمام اخراجات برداشت کرنے ہیں اور زندگی بس کرنی ہے۔ آپ مجھے بتائیں کہ ہم middle class and lower middle class سے تعلق رکھتے ہیں، عام غریب لوگ کیا کر رہے ہوں گے، کسان کیا کر رہا ہوگا، مزدور کیا کر رہا ہوگا، دہائی دار کیا کر رہا ہوگا اور طالب علم کیا کر رہا ہوگا جو ایک وقت میں tuitions پڑھاتے ہیں اور پھر جا کر اپنی تعلیم کو جاری رکھتے ہیں، وہ آج کیا کر رہے ہوں گے۔ مجھے یہ بھی بتایا جائے، آج یہاں پر سب بیٹھ کر کہتے ہیں کہ جی پاک فوج کا نام نہ لیں، ارے بھائی! پاک فوج تو سب کے لیے ایک بہت قربانیوں والی فوج ہے، وہ شہداء کی فوج ہے، شہداء کے دارثوں کی فوج ہے، لیکن کبھی آپ نے میدان میں اپنی نظر دوڑائی کہ ان شہداء کی بیویاں اور ان کے بچے آج اس imported government کے خلاف سراپا احتجاج ہیں، کیا آپ کو ان تمام بالتوں کا نہیں پتا۔ میں کہنا چاہوں گا کہ جناب نواز شریف صاحب نے کون سی کالی نہیں دی، فوج کو۔ مرکم نواز صاحب نے کون سی کالی نہیں دی، فوج کو، ایا ز صادق صاحب نے کون ساتھ انہیں بھیجا، خواجہ آصف صاحب نے کیا کچھ نہیں کہا، زرداری صاحب نے کون سی بہت عزت دی ہے؟

(مداخلت)

جناب! میں استاد محترم کی اس بات پر بھی جiran ہوں کہ کہہ رہے ہیں کہ دوپاری نظام، بھی کہاں گیا دوپاری نظام، کہاں گئے آپ کے اصول، کہاں گیا آپ کا منشور، کہاں گئی آپ کی تاریخی روایات، آج آپ شیر و شکر ہیں، آپ کے درمیان صرف ایک قدر مشترک ہے اور وہ ہے کرپشن، وہ ہے کرپشن، وہ ہے کرپشن اور اس کے علاوہ کوئی قدریں مشترک نہیں ہیں۔

جناب! میں معافی چاہتا ہوں۔ میں بتانا چاہتا ہوں کہ یہ جو ہم کہتے ہیں نا۔ مجھے باقاعدہ تیار کر کے IPU میں بھیجا گیا اور کہا گیا کہ وہاں jury میں علی وزیر MNA کے بارے میں

cases ہوں گے، اس نے فوج کو بہت برا بھلا کھا ہے۔ میں نے FIR دیکھی ہے، واقعہً اس میں FIR کی حد تک فوج کے خلاف نفرت الگیز تقریر ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ کی حکومت کس پر کھڑی ہے، علی وزیر پر کھڑی ہے، محسن داؤڈ پر کھڑی ہے۔ آپ کی پہلی بھی ہوئی بات کو یاد کروں یا میں آپ کی موجودہ بات کو یاد رکھوں۔

جناب چیئرمین! DG, ISPR کے بیانات چھپے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ National Security Council کی میٹنگ میں بتایا گیا کہ سازش کے شواہد نہیں ملے۔ آپ سے کس نے سوال کیا ہے کہ آپ یہ شواہد دیں۔ پھر فرماتے ہیں کہ عسکری رائے نہیں ہے، official stance دیا گیا۔ آپ کو تو کسی نے نہیں کہا کہ عسکری رائے دیں۔ ہم نے کہا National Security Committee جسے وزیر اعظم head کرتا ہے، اس نے یہ کہا، اسی نے demarche کیا۔ ہم نے تو نہیں پوچھا، آپ کس کو جواب دینا چاہتے ہیں۔ رائے اور input کا فرق معلوم نہیں تو یہ جہالت ہے۔ آپ یہ کس کو کہہ رہے ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ اداروں کو سیاست میں نہ گھیثیں تو پھر آپ یہ کس سے کہہ رہے ہیں، کون آپ کی بات کا جواب دے۔ اگر کسی کے پاس شواہد ہیں تو پیش کریں۔ ہم تو کہہ رہے ہیں کہ پاک افواج کے سپریم کمانڈر صاحب سپریم کورٹ کو لکھ چکے ہیں، وہ cypher بھیج چکے ہیں لیکن آپ ہمیں کہہ رہے ہیں، اگر آپ نے سیاست میں حصہ لینا ہی ہے تو آپ ادھر کہیں۔ سازش کو ثابت کرنے کے لیے intelligence agencies میرے پاس تو نہیں ہیں، پارلیمنٹ کے حضور intelligence agencies میں ہیں، جس کے پاس ہیں تو وہ استعمال کرے۔ ان کا آج کا بیان ہے کہ agencies پاس بھی نہیں ہیں، مجھے بتائیں کہ کس ایجنسی نے واضح کیا ہے۔ میں کہتا واضح کر دیا ہے کہ سازش کے شواہد نہیں ملے۔ مجھے بتائیں کہ کس ایجنسی میں ہوں کہ فوج قابل احترام ہے لیکن آپ فوج کو سیاست میں گھیث رہے ہیں۔ ایسا نہ کریں، یہ پاکستان کے لیے اور استحکام پاکستان کے لیے درست نہیں ہے، یہ پاک افواج کے لیے بھی درست نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! میں اب بجٹ کی طرف آتا ہوں۔ پاکستان بالکل ٹھیک سمت میں جا رہا تھا اور ازان بھر رہا تھا۔ میں پوری ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ ہمیں 2018 میں اس وقت پاکستان ملک کے commercial loans کی ادائیگیاں واپس کرنی تھیں اور وہ جا چکے تھے، وہ اس وقت کے وزیر اعظم کے جہاز

پر بیٹھ کر فرار ہوئے تھے۔ ایسی بد قسمت سینیٹ ہے کہ جس کارکن کئی برس سے باہر جا کر بیٹھا ہوا ہے، پتا نہیں وہ بد قسمت ہے یا یہ بد قسمت ہے، وہی ہوگا، وہ یہاں پر بارودی سرنگیں بچھا کر گئے تھے۔ تحریک انصاف نے آکر ان بارودی سرنگوں کو صاف کرنا شروع کیا۔ دنیا میں دو سال تک COVID رہا، دنیا کے تمام بین الاقوامی اداروں WHO, UNICEF اور سب نے کہا کہ پاکستان نے بہترین طریقے سے COVID handle کیا ہے۔ بلاول بھٹو صاحب فرمادی ہے تھے کہ میں عمران خان صاحب پر قتل کی FIR درج کراؤں گا۔ عمران خان ایک بہادر آدمی تھا اس نے کہا کہ میں مکمل lockdown انہیں کروں گا۔ ایک محدود طریقے سے lockdown کروں گا۔ دنیا نے اسے سراہا۔ آپ اپنے ہمسایہ ملک میں اموات دیکھ لیجئے اور اللہ تعالیٰ کا فضل کرم پاکستان پر دیکھ لیجئے۔ رب کریم کے صفائی نام اوپر لکھے ہوئے ہیں، یہ سب کچھ اس کی وجہ سے ہوا۔ اگر حکمران کی نیت نیک ہو تو اللہ تعالیٰ آسمان سے بھی رحمتیں بر ساتا ہے اور زمین سے بھی اپنے فضل لاتا ہے۔

جناب چیئرمین! میں صرف economic survey کا ذکر کروں گا، ہمارے سب بھائیوں نے اس کے اعداد و شمار پر بات کی ہے۔ موجودہ پرائم منستر صاحب کی صدارت میں جو اجلاس ہوا اس میں بتایا گیا کہ برآمدات بڑھ رہی تھیں، foreign exchange، بڑھ رہا تھا، ائمہ سٹری چل پھول رہی تھی، زرعی معیشت میں ایک سال میں گیارہ سوارب روپے کا اضافہ ہوا تھا، یہ ساری باتیں بتائی گئیں۔ اس کے بعد کیا ہوا، میں جو بات آپ کو بتا چکا ہوں پھر اس ملک کے ساتھ وہ ہوا۔

جناب چیئرمین! سڑھے تین سال کے دوران 6 لاگنگ مارچ اور دو دھرنے ہوئے۔ دو لاگنگ مارچ بیلز پارٹی نے کیے، جس میں ایک میں کانپیس ٹانگ کی تھیں اور دوسرا میں مارچ جو رحیم یار خان تک رہا تھا۔ اس کے بعد ایک لاگنگ مارچ مریم صاحب نے کیا اور ایک PDM کے ساتھ مل کر کیا۔ مولانا صاحب اسلام آباد تشریف لائے، ایک مرتبہ 13 دن دھر نادیا اور ایک مرتبہ 4 دن دھر نا دیا۔ اس میں ہمارویہ یہ تھا کہ ہم نے کہا کہ یہ آپ کا آئینی اور جمہوری حق ہے، ہم نے انہیں آئینی اور جمہوری حق دیا، بولنے کی اجازت دی۔ آپ کو معلوم ہے کہ ڈپٹی مکشیر اسلام آباد کو پرائم منستر صاحب نے direct کہا کہ جا کر دیکھیں کہ مظاہرین کو کوئی تکلیف نہ ہو کیونکہ شدید سردی ہے۔ انہیں بستر بھوائے گئے لیکن اس کے برعکس کون ساستم ہے جو انہوں نے تحریک انصاف کے لوگوں پر

نہیں کیا۔ دو ہزار لوگوں کو گرفتار کر کے جیلوں میں بند کیا جاتا ہے اور ان کے خلاف دہشت گردی کے پرچے درج کیے گئے، مجھ پر لاہور میں دس پرچے درج ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: چودہ برسی صاحب! بجٹ تقریر پر آئیں۔

سینیٹر اعجاز احمد چودہ برسی: یہ بجٹ ہی ہے، آپ کیا سمجھتے ہیں کہ یہ بجٹ نہیں ہے۔ یہ دلیل دیتے تھے کہ عمران خان مہنگائی کر رہا ہے اس لیے اسے ہٹانا ہے۔ اگر آپ سے حکومت نہیں چل رہی تو چھوڑ دیں لیکن مہنگائی تو نہ کریں، IMF اسکی غلامی تو نہ کریں۔

جناب چیئرمین! ڈالر میں 25 روپے کا اضافہ ہو گیا ہے، stock exchange market 5286 points نیچے چلی گئی ہے، بجلی اور گیس کی قیمتوں میں 45% اضافہ ہوا ہے، ٹیزیل اور پیٹرول 300 روپے تک جائے گا۔ اب تک 20 کلو آٹے کی قیمت میں 300 روپے کا اضافہ ہو چکا ہے، گھی میں 200 کا اضافہ ہو چکا ہے۔ یہاں پر 40 ہزار روپے کا اور 2 ہزار روپے کا بڑا ذکر ہوا، مجھے بتائیں کہ ایک آدمی کس طرح زندگی بسر کرے گا، کیسے وہ گھر کا کرایہ دے گا، کیسے وہ اپنے بچوں کی فیسیں ادا کرے گا، کیسے وہ انہیں کپڑے لے کر دے گا، اگر بیمار ہو گئے تو دوائی کیسے لے گا۔ انہوں نے تو صحت کا رد کا بھی بیڑا عرق کر دیا ہے۔ عمران خان نے ایک سہولت کے تحت دس لاکھ روپے فی خاندان مقرر کیے تھے، اس کی پنجاب میں نفی ہو رہی ہے۔

جناب چیئرمین! میں نے استاد مکرم کو سنا "گدائی"۔ پہلے تو آپ کی اتنی worth تھی کہ آپ کشکول گدائی کھولتے تو کوئی اس میں ڈال دیتا، اب تو آپ پر کوئی اعتبار نہیں کر رہا، نہ IMF آپ پر اعتبار کرتا ہے اور نہ دوست مالک آپ پر اعتبار کرتے ہیں، انہیں معلوم ہے کہ یہ corrupt ہیں، چور ہیں اور ڈاکو ہیں، یہ پاکستان کا پیسا خود کھا جائیں گے جیسے پہلے کھا گئے ہیں۔ سیاسی عدم استحکام کیوں ہوا، اس لیے کہ کہا ہے:

جو بھی آیا جھولیاں پھولوں سے بھر کر لے گیا
اور کوئی بلل کے پر تک بھی کتر کے لے گیا
چند بے دینوں کے گھر سونے کے مندر بن گئے
جو گدا تھے وہ نصیب کے سکندر بن گئے

سب لوٹ مار کر کے اپنی جیب بھر رہے ہیں۔ پاکستان نیچے کی طرف جا رہا ہے اور ان کی جانبیدادیں اور کارو بار آسمان کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ میں وزیر خزانہ صاحب سے کہتا ہوں کہ پچھلے سال کیا میڈیا پر نہیں چھپا، یہ تنقید کر رہے تھے کہ پاکستان نیچے کو جا رہا ہے۔ ہم نے دکھا دیا کہ آپ کی اپنی انڈسٹری کو اتنے ارب روپے کا منافع ہوا ہے لیکن انہوں نے کیا کیا انڈسٹری میں جو raw material استعمال ہوتا ہے اس پر محصولات کم کر دیا، یہ تو ان کی سوچ ہے۔

آخر میں، میں اپنی بات کو اس پر windup کرنا چاہتا ہوں کہ میں ایک civil engineer ہوں، میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ policy making میں کہیں کوئی engineer نہیں ہے اور دنیا میں policy making, engineers کرتے ہیں اور اس کے ساتھ جڑی ہوئی بات یہ ہے کہ عمران خان نے اپنے ساڑھے تین سال میں دس ڈیموں پر کام شروع کیا جن میں تین بڑے ڈیم تھے۔ انہوں نے پچاس برس میں کوئی hydel project نہیں بنایا۔ یہ تمام حکمران روز قیامت کپڑے جائیں گے جنہوں نے پانی سے بجلی نہیں بنائی، جو سب سے سستی بجلی بنتی ہے۔ انہوں نے کیوں نہیں بنائی؟ چوری ہو سکتی ہے جب آپ آگ سے بجلی بنائیں گے، اس میں کوئلہ درآمد کرنا پڑے گا، اس میں ایندھن درآمد کرنا پڑے گا، جس میں آپ چوری کر سکتے ہیں اس لیے انہوں نے hydel بجلی نہیں بنائی۔

وزیر اعظم نے آتے ہی کیا کیا، جو گفتگو ہے وہ سب کو معلوم ہے، جز مزمل جو واپا کے چیزیں تھے، واپا کی ساکھ ساڑھے تین سال میں اس قدر بہتر ہوئی کہ دنیا میں سرمایہ کار اوارے ہمارے ڈیموں کی فنڈنگ کرنے کے لیے تیار تھے لیکن ان کو استغفی دینا پڑا۔ یعنی کوئی بندہ ان کو نہیں چاہیے، انہیں بوث پاشیے چاہیں، ان کو ایسے لوگ چاہیں جو کاسہ لیسی ان کے سامنے کریں۔ اس کا قصور صرف یہ تھا کہ اس نے سامنے کھڑے ہو کر ایک سوال کا ٹھیک جواب دے دیا تھا اور یہ اس بات پر ناراض ہو گئے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب آپ conclude کریں۔

سینیٹر اعجاز احمد چودھری: conclude کیا کروں جناب والا! حضرت فیض نے کہا تھا کہ:

چند روز اور مری جان فقط چند ہی روز
ظلماں کی چھاؤں میں دم لینے پر مجبور ہیں ہم

اور کچھ دیر ستم سہ لیں تڑپ لیں رو لیں
 اپنے اجداد کی میراث ہے معدور ہیں ہم
 جسم پر قید ہے جذبات پر زنجیریں ہیں
 فکر محبوس ہے گفتار پر تعزیریں ہیں
 اپنی بہت ہے کہ ہم پھر بھی جیے جاتے ہیں
 زندگی کیا کسی مفلس کی قبایل جس میں
 ہر گھری درد کے پیوند لگے جاتے ہیں
 لیکن اب ظلم کی میعاد کے دن تھوڑے ہیں
 اک ذرا صبر کہ فریاد کے دن تھوڑے ہیں
امپورٹڈ حکومت نامنظور۔

Mr. Deputy Chairman: Chinese delegation is in the Chairman Box. We welcome them to the house

سینیٹر مولانا عطاء الرحمن صاحب آپ نے بجٹ پر بات کرنی ہے؟ بجٹ پر کرنی ہے اگر پہلے وزیر خزانہ کو بات کرنے دیں انہوں نے گزارش کی ہے کہ انہوں نے کہیں جانا ہے۔

Senator Maulana Atta ur Rehman

سینیٹر مولانا عطاء الرحمن: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے وقت عنایت کیا۔ عرض خدمت یہ ہے کہ بجٹ صرف آج پیش نہیں ہو رہا یا ایوان میں آج پہلی مرتبہ نہیں لایا گیا ہے، اس سے قبل تین سال مسلسل یہاں بجٹ پیش ہوتا رہا ہے اور ہر حکومت میں پیش ہوتا ہے۔ ہمیں یاد ہے کہ کسی زمانے میں ہمارے کپتان صاحب کہا کرتے تھے کہ میرے پاس دو سو ماہرین ہیں، ذرا اپنے تین سال کی کارکردگی تو ہمارے فاضل ممبران میں سے کوئی بیان کرے کہ ہماری یہ کارکردگی ہے اور تین سال میں ہم نے یہ کیا یادہ کیا۔ یہاں پر تو صرف تنقید پر تنقید ہو رہی ہے اور اپنی کارکردگی کچھ نہیں، صرف وہ تنقید کرنا چاہتے ہیں اور اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ ذرا ہمیں بھی بتائیں کہ وہ دو سو ماہرین کہاں ہیں؟ ان دو سو ماہرین نے پچھلے تین سالوں میں کون سی منصوبہ بندیاں کی ہیں؟ کس طرح آپ لوگوں نے ملک کو ترقی دی ہے؟ کون سی معاشی ترقی آپ نے دی ہے؟ ابھی میرے فاضل ممبر جناب چوہدری صاحب فرمائے تھے ہم نے پتا نہیں کتنے ڈیم بنائے تو

کسی ایک ڈیم کا نام تو بتاویں۔ وہ تین سو پچاس ڈیم کہاں گئے؟ اور جس ڈیم کا نام یہ بتائیں گے وہ ان کی حکومت کا شروع کردہ نہیں ہو گا وہ پچھلی حکومتوں کا شروع کردہ ڈیم ہو گا۔ ایسے ہی خواہ مخواہ دوسروں کے کاموں پر اپنی واہ واہ کروانا کہ ہم نے یہ ڈیم شروع کیے۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ آج تک جو بھی تقاریر ہوئی ہیں سوائے اعتراض کے انہوں نے کبھی اپنی کارکردگی بیان کی ہے کہ ہم نے تین سالوں میں کیا کیا ہے؟

(اس موقع پر ایوان میں اذانِ ظہر سنائی دی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی سینیٹر مولانا عطاء الرحمن۔

سینیٹر مولانا عطاء الرحمن: میں عرض کر رہا تھا کہ ان کے پاس اپنی کارکردگی بیان کرنے کے لیے کچھ نہیں ہے۔ ابھی ہمارے فاضل ممبر جناب چودھری صاحب فرمارہے تھے کہ ہم تو کارکردگی اس وجہ سے بھی نہیں پیش کر سکے کہ COVID-19 آگیا اور پھر اس کے بعد کہتے ہیں کہ تم لوگ سب چور ہو، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ COVID-19 کے حوالے سے جو معاشی طور پر باہر سے دنیا نے آپ کو support کیا وہ پیسے کہاں گئے؟ اور اس کے علاوہ آپ یہ بتائیں کہ آپ کے کپتان صاحب جو [****]² ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی یہ الفاظ expunge کر دیں۔

(مددخلت)

سینیٹر مولانا عطاء الرحمن: اور اس کی دلیل یہ ہے، میں دلیل کے ساتھ بات کروں گا کہ تو شہ خانہ کی گلڑیاں اور ان ٹوٹھیاں بتائیں کہ ہیں؟ ایسا نہیں ہے کہ ہم ویسے ہی ان کو [****] کہتے ہیں۔

(مددخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: ہمیں بتایا جائے کہ تو شہ خانہ کی [****] کہاں گئی ہیں۔ ہمارے چودھری صاحب نے ذکر کیا یہاں پر 6 مارچ کیے ہیں اپوزیشن والوں نے اگر 6 مارچ ہم نے کیے ہیں۔۔۔

(مددخلت)

² "Words expunged as ordered by the Chairman."

جناب ڈپٹی چیرمین: سینیٹر زرقا صاحب! آپ مہربانی کر کے بیٹھ جائیں۔ سینیٹر صاحب! آپ کو شش کریں کہ صرف بجٹ پر بات کریں۔

(اس موقع پر حزب اختلاف کے اراکین نے ایوان سے واک آؤٹ کیا)

سینیٹر مولانا عطاء الرحمن: اگر ہم نے 6 مارچ کیے ہیں تو 6 مارچ میں کسی درخت کا پتا بھی نہیں گرا اور آپ نے مارچ کرنے سے پہلے کہا، آپ کے کپتان نے کہا کہ ہمارا مارچ خونی ہو گا۔ آپ نے پشاور سے اسلام آباد تک سڑکوں کے کناروں کو آگ لگائی۔ آج یہاں آکر آپ صفائیاں دیتے ہیں کہ ہمارا بھی مارچ ہوا ہے تم نے جو 126 دن یہاں ڈی چوک پر گند پھیلایا تھا اس کا جواب کون دے گا؟ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اپنی کارکردگی بیان کریں کہ ان تین سالوں میں معافی طور پر انہوں نے قوم کو دیا کیا ہے۔ میں اپنی حکومت سے اور اپنے وزیر صاحب سے بھی یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں اور میں جناب والا! آپ کا اور پورے ہاؤس کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے کل پرسوں ہمیں Planning and Development کی کمیٹی کی chairmanship دی۔ اس پر میں پورے ہاؤس کا شکریہ ادا کرتا ہوں لیکن میں وزیر صاحب سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی چیرمین: سینیٹر ہدایت اللہ خان صاحب اور بزرخو صاحب براہ مہربانی ان کو لے کر آئیں۔

سینیٹر مولانا عطاء الرحمن: یہ جو ہمیں پرائمری سکول کی کتابوں۔۔۔

جناب ڈپٹی چیرمین: جی quorum point out: جی گفتگی کریں۔
(The count was made)

جناب ڈپٹی چیرمین: کورم پورا نہیں ہے۔ پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائیں۔

(The bells were rung for five minutes)

جناب ڈپٹی چیرمین: گھنٹیاں بند کریں اور دوبارہ گفتگی کریں۔

(The count was made)

جناب ڈپٹی چیرمین: کورم پورا نہیں ہے۔

The House stands adjourned to meet again on Friday, the June 17, 2022 at 10:30 a.m. *Insha Allah.*

*[The House was then adjourned to meet again on Friday,
the June 17, 2022 at 10:30 a.m.]*

Index

- Senator Saleem Mandviwalla 5, 14, 16, 17, 18
سینیٹر ایجاز احمد چوہدری 8, 46, 48, 53, 54
سینیٹر بہرہ مند خان ٹکٹی 6
سینیٹر دنیش کمار 8, 19
سینیٹر دوست محمد خان 36
سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم 4, 5, 11, 20, 21, 30, 31, 32
سینیٹر روبینہ خالد 12
سینیٹر سلیم مانڈوی والا 5, 6, 14, 15
سینیٹر سید شبیح فراز 37, 41, 42
سینیٹر سید یوسف رضا گیلانی 10, 11, 32, 45
سینیٹر عفان الحق صدیقی 9, 21, 22, 25, 26, 28, 29, 30
سینیٹر محمد اعظم خان سواتی 9, 10
سینیٹر محمد طاہر بن رخو 45
سینیٹر مشتاق احمد 7, 19, 32, 33, 34, 35, 36
سینیٹر مولانا عطاء الرحمن 55, 56, 57